خاتم النبیین لا نبی بعدی
ہفت روزہ تنظیم اہل سنت لاہور
مرزا غلام احمد نمبر
حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملت اسلامیہ کا تبلیغی اخبار ہفت روزہ تنظیم اہل سنت لاہور"

مرزا غلام احمد نمبر

"تنظیم اہل سنت کے مرزا قادیانی نمبر کی ترتیب پر میں سید نورالحسن صاحب کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے تنظیم کے اس خاص نمبر کی اشاعت سے ملت اسلامیہ کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ "تنظیم اہل سنت" کے مندرجہ مضامین پڑھنے کے بعد کوئی معقولیت پسند انسان مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت کا قائل ہو سکتا ہے۔" (شیخ فیض محمد سپیکر اسمبلی)

"اس پرچے میں قادیانیت کے متعلق ایسے محققانہ مضامین ہیں جن کے مطالعے سے کسی مسلمان کو محروم نہیں رہنا چاہئے۔ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس پرچے کے مطالعے سے محروم رہا ہو، تو یہ محرومی خوش قسمتی نہیں کہلائے گی۔ غرضیکہ یہ نمبر اپنے موضوع کے لحاظ سے قابل تحسین ہے اور تنظیم اہل سنت کا مدیر مستحق مبارک باد ہے۔ جس نے ان مضامین کا مجموعہ پیش کیا جو کفر والحاد کے خرمن پر حق وصداقت کی بجلیوں کا کام کر سکتے ہیں۔" (زمیندار لاہور)

اشاعت سوم

۲۸ رجب، ۵ شعبان ۱۳۶۹ھ، مطابق ۱۶، ۲۳ مئی ۱۹۵۰ء

مخلصانہ پیشکش

ہر اس فرزند توحید کی خدمت میں جو محبوب خدا محمد مصطفےٰ ﷺ کی عالمگیر قیادت اور ابدی رسالت پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہے اور "رحمۃ للعالمین" کے بعد ہر قسم کے مدعی نبوت کو کذاب ودجال اور اسے نبی اور مجدد ماننے والوں کو مرتد وملعون سمجھتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

(بخاری)

ارباب نگارش

نقاش پاکستان علامہ اقبالؒ حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب مدظلہ العالی عالی، جناب شیخ فیض محمد صاحب سپیکر اسمبلی، حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی، عالی جناب محمد اکبر خان صاحب سابق ڈسٹرکٹ جج ریاست بہاول پور۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب (گوجرانوالہ) بانی تحریک جناب سردار احمد خان صاحب پتافی، فاتح قادیان حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب، حضرت طالوت۔

شاعر تنظیم حضرت شوقی مدیر تنظیم!

تحریک تنظیم کے بانی محترم المقام جناب سردار احمد خان صاحب پتافی کا

اہل حق سے مختصر خطاب

دیگر مذہبی جماعتوں نے بڑے بڑے ادارے، بڑے بڑے سرمائے اور بڑی بڑی جائیدادیں بنالی ہیں۔ ان کے سالانہ بجٹ لاکھوں تک پہنچتے ہیں۔ انہوں نے جابجا چھوٹی اور بڑی بڑی شاخوں کا جال بچھا کر ہر ایک شاخ کی ذہنی اور دماغی تربیت کو اس درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ ان کے پیروکار گوناگوں مدات میں امداد دیتے نہیں جھکتے اور بلا مبالغہ اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کے حصے دے رہے ہیں۔ ہم میں ایک بڑا عیب یہ بھی ہے کہ ہم میں بڑی اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو دیگر مذہبی جماعتوں کی مدح سرائی میں تو مصروف رہتے ہیں۔ مگر اپنی جماعتی تعمیر کو ذرا بھی زیر غور نہیں لاتے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ آپ کے فرائض محض دوسرے فرقوں کی صفت وثناء اور ان کی مدح سرائی تک محدود ہیں یا آپ خود بھی کوئی کام کریں گے؟

اللہ کے فضل سے تنظیم اہل سنت کا ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ عقائد حقہ کی حفاظت واشاعت اور جماعت اہل سنت کا اٹھان اس کے فرائض میں داخل ہے۔ اس کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری ہے۔ آپ لوگوں نے جہاں ہزاروں روپے کے اخراجات اپنے اوپر لازم کر رکھے ہیں۔ وہاں اپنی حفاظت کا خرچ بھی اپنے ذمہ لے لیں تو ہرج کیا ہے۔ اللہ کا نام لے کر اس میں نہ صرف وقتی کی امداد دیں بلکہ بڑی بڑی اور پیاری پیاری قربانیاں دے کر تحریک کو اپنائیں اور اپنے عطاء کردہ فنڈ کی نگرانی میں بھی شامل ہوں۔ اگر آپ بفضلہ تعالیٰ مذہبی جذبات سے اور فکر آخرت سے بالاتر نہیں ہیں اور اگر ہماری سعی محض جذبہ للّٰہیت پر ہی مبنی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ استدعا بے اثر اور بے نتیجہ رہے۔

(احمد پتافی)

اداریہ ...... ازمولانا سیدنورالحسن بخاری

مسلم لیگ کے باغی لیگ میں نہیں رہ سکتے اور قائداعظم کی شان میں گستاخی کرنے والی زبان کھینچ لی جائے گی۔ مگر فخر دو عالم ﷺ کی شان میں بکواس کرنے والی نبوت چلتی رہے گی اور نبی کریم ﷺ کے باغی دائرہ اسلام میں ہی رہیں گے۔

بندگی پر بھی خدائی کے ہیں دعوے کب سے
اب تو یا رب! تیرے بندوں کی طبیعت بدلے

انگریز کا خوشامدی ''نبی'' قوم کو جہاد کی حرمت و تنسیخ کی تعلیم دیتا ہے تو کعبۃ اللہ پر بم کے گولے گرتے ہیں۔

حرم گرا کے مسیحان عصر حاضر نے
بنائے کاخ فرنگی کو استوار کیا

اور قائداعظم انگریز کی آنکھ میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے تو دیکھتے دیکھتے دنیا کے نقشے پر بفضلہٖ تعالیٰ اسلام کی سب سے بڑی...... مملکت کا نقش ابھر آتا ہے اور مطلع کفر سے اسلام کا ستارہ چمک اٹھتا ہے۔ پاکستان پائندہ باد!

فرنگی کا خودکاشتہ ''بزدل نبی'' انگریز کے ملعون اقتدار کو خدا کی رحمت قرار دے کر اپنی امت کو عمر بھر انگریز پرستی کی تاکید کرتا ہے اور عیسائیت کی جڑیں ہند اور ہندوستان اور بیرون ہند میں غیر متزلزل اور مضبوط کرنے کی مردود اور ناکام کوشش میں مر جاتا ہے۔

دولت اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد

تو اسلام مظلوم و مجبور اور مسجد میں محبوس و محصور ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر قوم و ملت کا مخلص اور بہادر لیڈر انگریز، ہندو سکھ اور مرزائی کے چنگل سے اسلام کے لئے ایک ملک چھین لیتا ہے اور کشمیر کی پہاڑیوں اور ہمالیہ کی چوٹیوں پر اسلام کا علم لہرا دیتا ہے۔

اسلام زندہ باد! قائداعظم زندہ باد!

اگر گاندھی جی نے قیام پاکستان کو گئو ماتا کی تکا بوٹی سے تعبیر کیا تو تارا سنگھ نے ننگی تلوار کو لہرا کر پاکستان کو چیلنج کیا۔ انگریز کی ساختہ پرداختہ نبوت اور پنڈت جواہر لال کا لاہور اسٹیشن پر

اپنے رضا کاروں سے پرتپاک خیر مقدم کرانے والی خلافت کی مسلسل اور پر جوش مخالفت اور انتہائی معاندانہ روش کے باوجود اس مرد مسلماں کا مطالبہ پورا ہو کر رہا۔ محمد مصطفےٰ ﷺ کے ادنیٰ امتی، احمد مجتبیٰ کے ایک غلام محمد علی جناح نے "لا الٰـــہ الا اللہ" کا نعرہ لگا کر محمد رسول اللہ ﷺ کے حلقۂ بگوش کی بقا و حفاظت کے لئے جو مطالبہ پیش کیا زمین و آسمان کی مخالفت کے باوجود اس پر ڈٹا رہا اور انگریز ہندو، سکھ اور مرزائی کی متفقہ کوششوں، سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے علی الرغم بعونہ تعالیٰ پاکستان لے کر رہا۔

اب اگر پاکستان کے اندر رہ کر کوئی انسان بانی پاکستان کے خلاف زبان طعن دراز کرے تو اسے برداشت کیا جائے گا؟ قطعاً نہیں!

پچھلے دنوں قائد اعظم کے یوم انتقال پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان محترم لیاقت علی خان صاحب نے کیا خوب اعلان فرمایا: "آج بھی پاکستان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو باوجود یہ جاننے کہ کہ پاکستان قائد اعظم کی کوششوں اور حوصلہ کا نتیجہ ہے جس میں آج آٹھ کروڑ مسلمان بے فکری سے آرام کی نیند سوتے ہیں قائد اعظم کی شان میں گستاخی کرتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ آپ نے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جب تک میں وزیر اعظم ہوں میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ قائد اعظم کی شان میں گستاخی کے جرم کو پاکستان کو نقصان پہنچانے کے مترادف سمجھوں گا۔ میری حکومت ان کے خلاف شدید قدم اٹھائے گی اور قائد اعظم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی زبان گدی سے نکال دی جائے گی۔"

بجا ارشاد ہوا اور سولہ آنے بجا ارشاد ہوا۔ مگر اے کاش ہمارے محترم وزیر اعظم کو مرحوم قائد اعظم سے جو ربط و تعلق اور عشق و عقیدت ہے کم از کم اتنا ربط و تعلق اور اتنی محبت و عقیدت ہماری حکومت کو ذات اقدس ﷺ سے ہوتی تو آج پاکستان میں حضور ﷺ کی توہین یوں روا نہ رکھی جاتی۔ بلاشبہ قائد اعظم پاکستانیوں کے محسن ہیں اور آج ان کی مساعی کے نتیجہ میں آٹھ کروڑ پاکستانی آرام کی نیند سوتے ہیں۔ ایک پاکستانی زبان اگر ان کی شان میں گستاخی کرے تو ضرور گدی سے کھینچ لی جائے۔ مگر سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ تو محسن کائنات ہیں اور آج حضور ﷺ ہی کے قدموں کی برکت سے سارا عالم انسانی انسانیت کے شرف سے مشرف ہے۔ پھر کیا عالم انسانی کے کسی فرد یا کائنات کے کسی ذرے کو محسن کائنات اور رہبر انسانیت کی شان اقدس واطہر میں گستاخی کی اجازت دی جائے گی؟

ساری کائنات اور پوری انسانیت سے قطع نظر! صرف محدود نظر سے پاکستان ہی کو لیجئے۔ بے شک یہ پاکستان محمد علی جناح نے حاصل کیا۔ مگر کس کے نام پر؟ کیا اس حقیقت کے باور کرنے میں کسی کو ذرہ بھر تامل ہوسکتا ہے کہ بارگاہ رب العزت سے پاکستان کی بھیک قائداعظم کی جھولی میں ڈالی گئی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر! پھر کیا محمد رسول اللہ کے مقدس نام پر حاصل کی گئی دولت خداداد پاکستان کے طول وعرض میں محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین برداشت کی جائے گی اور حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی روا رکھی جائے گی؟

مرزائیت کیا ہے؟

کیا یہ اسلام سے کھلی بغاوت نہیں؟ غلام احمد کون ہے؟ کیا یہ محمد مصطفے ﷺ کا دشمن، مخالف، معاند، حریف، مقابل اور موہن نہیں؟

معزز معاصر ''مغربی پاکستان'' لاہور میں حضرت مولانا مرتضیٰ احمد خان صاحب نے یہ لکھتے ہوئے حقیقت کی کیا خوب ترجمانی فرمائی: ''یہ حقیقت کسے معلوم نہیں کہ فرقہ ضالہ مرزائیہ کے لوگ اور قادیانی نبی کے پیرو اپنے جلسوں میں اور اپنی گفتگوؤں میں مسلمانوں کے ہادی ومولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ انداز اختیار کرنے کے عادی ہیں۔ بلکہ ان کے دھرم کی بنیاد ہی حضرت ختمی مرتبت (ﷺ) کی شان خاتمیت کی تنقیص کے عقیدہ پر رکھی جاچکی ہے۔''

سیالکوٹ کے جس حادثہ فاجعہ سے متاثر ہوکر معزز معاصر نے یہ سطور قلمبند کی ہیں۔ اس میں مرزائی اللہ دتہ جالندھری نے آنحضرت خاتم الانبیاء والمرسلین کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے یہاں تک بکواس کی کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا دور ختم ہے۔ اب مرزا قادیانی کی نبوت کا زمانہ ہے۔

سیالکوٹ کے غیور مسلمانوں کی دینی غیرت اور ایمانی حمیت حضور ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کو برداشت نہ کرسکی۔ انہوں نے قربانی دی اور وہ ملت کی سرفروش سراپا ایثار دینی جماعت مجلس احرار کی قیادت میں اس جلسہ کو بند کرا کے رہے۔ مسلم پریس نے متفقہ طور پر اس بکواس کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کی تو اللہ دتہ قادیانی نے یہ بیان شائع کیا: ''۱۵ جنوری کو سیالکوٹ میں جو ہنگامہ ہوا اس کے لئے یہ وجہ جواز تراشی گئی ہے کہ خاکسار نے اپنی تقریر میں سید الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہہ دیئے تھے۔ جنہیں احراری

برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے شور و شر اور ہنگامہ برپا کر دیا۔ یہ الزام سراسر جھوٹا اور ناپاک افتراء ہے اور کوئی احمدی سید الاولین والآخرین کی شان اقدس کے بارے میں اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا۔"

(الفضل مورخہ ۲۴ رجنوری ۱۹۵۰ء)

ڈھٹائی اور بے حیائی کا کمال

ملاحظہ ہو کہ حضور ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات کو صرف احراری برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ گویا احراریوں کے علاوہ تمام مسلمان مرزائی ہیں کہ حضرت فخر رسالت ﷺ کی توہین سے ان کے جذبات میں ہیجان پیدا نہیں ہوتا اور وہ نہایت سکون و سرور سے حضور ﷺ کی توہین برداشت کرتے ہیں۔ کاش کہ اس ملعون کو معلوم ہوتا کہ اگر حضور ﷺ کی محبت اور حضور کی عزت پر کٹ مرنے کا نام "احراریت" ہے تو ہر مسلمان احراری ہے۔

اور مسلمان کبھی اپنے آقا و مولا محبوب خدا محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا اور جہاں وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت کو خطرہ لاحق ہے وہاں وہ اس مادی دنیا کی انتہائی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا ایمان ہے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

ایں طرفہ تماشا بیں

اور سنئے! کوئی احمدی سید الاولین والآخرین کی شان اقدس کے بارے میں اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا۔ چہ خوب۔

شیشۂ مے بغل میں پنہاں ہے
لب پہ دعویٰ ہے پارسائی کا

تقابل و استقلال

۱...... سید العرب والعجم رسول مدنی کے مقابلہ میں مستقل رسول قدنی۔
۲...... اصحاب النبیؐ کے مقابلے میں اصحاب مسیح موعود۔
۳...... ازواج النبی امہات المومنینؓ کے مقابلے میں ام المومنین۔
۴...... خلیفۃ الرسول کے مقابلہ میں خلیفۃ المسیح بلکہ خلیفہ اوّل (صدیق اکبر) کے مقابلہ میں

خلیفہ اوّل (نورالدین) اور خلیفہ ثانی (حضرت عمرؓ) کے مقابلے میں خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد)

۵...... مدینۃ الرسول کے مقابلہ میں مدینۃ المسیح۔

۶...... دیار حبیب کے مقابلہ میں دیار حبیب۔

۷...... مزار نبی کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ۔

۸...... قبر رسول کے مقابلے میں قبر مرزا۔

۹...... قبلۃ الرسول اوّل (مسجد اقصیٰ) کے مقابلے میں مسجد اقصیٰ۔

۱۰...... قبلۃ الرسول ثانی (کعبۃ اللہ) کے مقابلہ میں مسجد قادیان۔

۱۱...... حرم اطہر (مکہ مکرمہ) کے مقابلے میں قادیان۔

۱۲...... اجتماع محمدی (حج کعبۃ اللہ) کے مقابلہ میں قادیان کا سالانہ جلسہ۔

۱۳...... سنہ محمدی (ہجری) کے مقابلہ میں سنہ قادیانی۔

۱۴...... اور سب سے بڑھ کر وحی محمدی (کتاب اللہ) کے مقابلہ میں تذکرہ (الہامات مرزا) پر تو احمدی ایمان لاسکتا ہے۔ لیکن حضورﷺ کے بارے میں اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا۔

تفوق و برتری

تقابل و استقلال اور برابری و ہم سری پر قناعت نہیں کی گئی بلکہ تقابل و برابری سے آگے بڑھ کر مرزائے قادیان کے تفوق و برتری کے شرم ناک دعاوی کئے ہیں۔ سید الکونین رحمتہ اللعالمین کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مفضولیت کا جو نجس و ناپاک اور منحوس و ملعون بیج مرزا قادیانی نے بویا تھا وہ مصلح موعود اور اکابر مرزائیوں کی آبیاری سے اس قدر تناور اور گھنا درخت بن گیا ہے کہ اس کی چھاؤں تلے تمام قادیانی امت بیٹھی مرزا قادیانی کی نبوت کے گن گا رہی ہے۔ خطبہ الہامیہ کی تعلیم ''نبوی'' کا نتیجہ قاضی اکمل جیسے دریدہ دہن قادیانی صحابی کے رسوائے عالم اشعار عالم آشکار ہو چکے ہیں۔ اب ایک دوسرے صحابی ڈاکٹر شاہ نواز خان قادیانی کے ناپاک الفاظ ملاحظہ فرمایئے اور تعجب نہ کیجئے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرتﷺ سے زیادہ تھا اور یہ جزئی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرتﷺ پر حاصل ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ۱۹۲۹ء)

دیکھئے کس جرأت و جسارت سے لگی لپٹی رکھے بغیر حضور کو مرزا قادیانی کے مقابلہ میں...... نقل کفر کفر نہ باشد...... ناقص العقل اور کم فہم کہا گیا ہے۔

ظلیت بلکہ عینیت

۱.....مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

محمد ہے چارہ سازی امت ہے اب احمد مجتبےٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل مورخہ ۲۸رمئی ۱۹۲۸ء)

۲.....پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر

''چودھویں رات کا چاند مسیح موعود ہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا۔ یعنی رسول کریم ﷺ پس اس کا اصل حالت سے بڑھ چڑھ کر شان دار ہونا محل اعتراض کیوں کر ہوسکتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج۳نمبر۷۶، یکم رجنوری ۱۹۱۶ء)

اس علم کلام اس طرز تادیل اور اس انداز جواب سے نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پہلو صاف ہوگیا۔ اب محبوب خدا محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان اقدس میں جو گستاخی کردیجا ہے۔ اس تادیل کے بعد غلام احمد قدنی کو محمد مدنی سے خوب بڑھا چڑھا کر پیش کرد۔ اس سے محبوب خدا مطلوب ہر دوسرا کی توہین کا اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس غلام احمد کو اچھالا اور بڑھایا جارہا ہے وہ کوئی غیر تو نہیں۔ عین وہی محمد مصطفےٰ تو ہے ہی۔ اس لئے تقابل اور توہین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس سے زیادہ حبیب کبریا کی کوئی اور توہین ممکن اور متصور ہی نہیں ہے کہ انگریز کے ساختہ پرداختہ ''نبی'' کو عین محبوب خدا سمجھ لیا جائے اور اس طرح انگریز کی خوشامد درآمد ڈپٹی کمشنروں اور مجسٹریٹوں کی چاپلوسی اور پذیرائی فریضہ جہاد کی تنسیخ وحرمت قرآن کریم، کعبۃ اللہ، مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ وغیرہ سے الہامات مرزا قادیان لاہور، اور قادیان کے سالانہ جلسہ کے تغیر وتبادلہ اور وقت کی ہر کافر وظالم حکومت کی محکومی وفرمابرداری مسلم لیگ کی بدخواہی، آزادی اور حریت کے پروانوں کی جاسوسی وگرفتاری، مسلمان سلطنتوں کی تباہی وبربادی، سقوط...... بغداد پر قادیان میں چراغاں، انگریز کی دعاگوئی ورضاجوئی، سلطنت برطانیہ کے بقاء ودوام کی مسلسل ان تھک اور مرتے دم تک غیر مختتم مساعی اور ان سب سے بڑھ کر رسوائے عالم پچاس الماریوں اور انگریز کو اولی الامر قرار دینے اور اس کی غیر مشروط اطاعت کو پورا نصف اسلام قرار دینے کے علاوہ صلحاء وعلماء، صحابہ واہل بیت حتیٰ کہ انبیاء کرام کے حق میں ہزاروں مرصع اور مسجع گالیوں پر مشتمل غلیظ اور متعفن لٹریچر کی پوری ذمہ داری سید الانبیاء خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس برتر پر

عائد کردی جائے۔ اس سے زیادہ ظلم سید الابرار کی ذات پرانوار کے ساتھ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور اس سے بڑھ کر اشرف الانبیاء افضل المرسلین کی شان اقدس میں اور کون سی گستاخی ہو سکتی ہے؟

سرکار دو عالم ﷺ پر شرمناک حملہ

عام مرزائیوں سے قطع نظر خود مصلح موعود" میاں محمود احمد صاحب کی اس قسم کی بات" ملاحظہ ہو:

الفضل ۱۲ محرم میں ہے: "چوہدری محمد حنیف خان صاحب نے اپنا ذیل خواب حلفیہ لکھ کر اس کی تعبیر کے متعلق عرض کیا"...... قرآن شریف میں مجھے ایک جیسی تین مختلف مقام پر تصاویر نظر آئیں۔ درمیان میں ایک شاہانہ کرسی پر حضور (مرزا محمود) رونق افروز ہیں۔ سر پر حضور (مرزا محمود) کے شاہانہ تاج ہے۔ ایک طرف مسیح موعود کھڑے ہیں دوسری طرف ایک اور بزرگ صاحب نورانی شکل کھڑے ہیں۔ دونوں حضور (مرزا محمود) کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ مصلح موعود ہیں...... حضور نے اس کی تعبیر فرمائی۔

"تعبیر تو ظاہری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ماتحت مصلح موعود کا ظہور ہوا ہے۔ تیسرے نورانی شکل بزرگ غالباً آقائے محمد رسول اللہ ہوں گے۔" (الفضل ۱۲ محرم ۱۳۶۵ھ ص ۴)

کار شیطاں مے کند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

کیا مصلح موعود کا خمیر توہین و تذلیل رسول امین سے اٹھایا گیا؟ کیا سید العرب والعجم کی شان: "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" میں انتہائی شرمناک گستاخی اور پرلے درجہ کی کمینہ بے ادبی کرنے والا مصلح موعود ہے یا مفسد موعود؟ العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ!

ایک ایسا فاسق و فاجر اور روسیاہ و بدکار شخص جس کی سیہ کاری کی طویل داستانیں نہ صرف مباہلہ کی فائلوں میں بلکہ عدالت کی مسلوں میں موجود ہوں۔ جس کی بدکاری کے حالات نہ صرف عام مجالس و محافل میں اور پریس اور پلیٹ فارم پر زبان زد ہر خاص و عام ہوں۔ بلکہ سیشن کورٹ اور ہائیکورٹ کی فضا ان سے گونج رہی ہو جو اپنے خلاف زنا و لواطت کے حلفیہ بیانات اور متعدد الزامات کی تردید میں آزاد تحقیقات پر آمادہ ہوتا ہو۔ نہ میدان مباہلہ میں نکلنے کی ہمت رکھتا ہو...... تو درمیان میں شاہانہ کرسی پر شاہانہ انداز میں شاہانہ تاج زیب سر کئے رونق افروز ہو اور محبوب خدا ممدوح ہر دوسرا سید الکونین رحمۃ للعالمین اشرف الانبیاء افضل المرسلین، نقل کفر کفر نہ باشد خادمانہ انداز میں کھڑے ہوں۔

بسے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

کیا اس سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی ہوسکتی ہے؟ کیا اس سے زیادہ کفر کسی نے آج تک بکا ہے یا کسی یورپین یا امریکن مخالف اسلام اور معاند رسول نے اس انداز میں سردر کائنات اور فخر موجودات کی تصویر کھینچی ہے۔ کیا آج تک کسی بداندیش وبدخواہ رسول نے خود صاحب تخت وتاج ہوکر اپنے سامنے صاحب السیر والمعراج کے دشمنوں کو غلامانہ انداز میں کھڑا کیا ہے؟ کیا کسی انسان صورت شیطان نے آج تک سرور عالم کے دشمنوں کی اس بری طرح توہین وتذلیل کی ہے۔ نہیں اور یقیناً نہیں۔

یہ برق میں یہ کرشمہ نہ شعلہ میں یہ ادا
کوئی بتائے کہ وہ شورخ تند خو کیا ہے؟

پھر یہ حقیقت کتنی دلآویز اور عبرت انگیز ہے کہ علم مجسم حضور ﷺ سراپا نور کو کھڑا کر کے خود شاہانہ کرسی پر شاہانہ تاج زیب سر کر کے رونق افروز ہونے والے بے غیرت خیر سے پرائمری بھی پاس نہیں۔

پرائمری فیل مصلح موعود

یہ طعن نہیں سولہ آنے حقیقت ہے۔ خود میاں صاحب کے الفاظ موجود ہیں: ”میری مثال دیکھ لو میں پرائمری میں بھی فیل ہوا اور مڈل میں بھی فیل ہوا۔ لیکن چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اگلی جماعت میں بٹھا دیا گیا۔ لیکن انٹرنس میں جا کر سوائے تاریخ اور جغرافیہ کے سب مضمونوں میں فیل ہو گیا...... ایک لطیفہ یاد آ گیا کہ پچھلے دنوں جب لاہور میں میں شیخ بشیر احمد کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک طالب علم لڑکی جو کہ ایم۔اے فلاسفی میں پڑھتی تھی۔ بعض سوالات پوچھنے کے لئے آئی...... وہ مجھے کہنے لگی کہ کیا آپ ایم۔اے ہیں۔ میں نے کہا میں پرائمری فیل ہوں۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۶، کالم ۳،۴)

مگر اس پرائمری فیل کی کامیابی کا معیار ملاحظہ ہو۔ اسی خطبہ میں فرماتے ہیں جو اسی ”الفضل“ کے اسی صفحے پر صرف چند سطر میں پہلے موجود ہے کہ: ”پس جب تک تم چھوٹے محمد (ﷺ) نہیں بن جاتے اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے۔“ (الفضل مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۶)

یہ تو کسر نفسی سے چھوٹے محمد ﷺ بن رہے ہیں۔ ورنہ دراصل تو (خاک بدہنش)

آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں: "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

یہ تو خیر سے پرائمری فیل ہیں۔ اگر مڈل پاس ہو جاتے تو جانے کامیابی کا معیار کیا ٹھہراتے اور کیا سے کیا بن جاتے۔ ذہنی افلاس اور دماغی قلاشی کا یہ حال کہ پرائمری تک پاس نہیں کرسکے اور تعلّی یہ کہ حبیب کبریا ﷺ سے نیچے کوئی درجہ نظر ہی نہیں آتا۔

بندگی پر بھی خدائی کے ہیں دعوے کب سے
اب تو یارب تیرے بندوں کی طبیعت بدلے

اور پھر یہ پرائمری فیل ہو کر محمد مصطفےٰ ﷺ سے بڑھ جانے کے امکانات صرف بیٹے تک محدود نہیں۔ باپ کا بھی یہی حال ہے۔ وہ خیر سے امتحان تو مختاری کا پاس نہیں کرسکے۔ مگر نقل کفر کفر نباشد! بڑھ گئے حبیب خدا محمد مصطفےٰ ﷺ سے۔

ایک مردود مرید قاضی اکمل کی ملعون زبان بکتی ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(البدر قادیان ص ۱۴، مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

الفضل اس بے ایمانی وبے غیرتی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بجائے قریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر وناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: "یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور...... (جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کرکے اپنی کمزوری ایمان وقلت عرفان کا ثبوت دے۔"

(الفضل مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۴۴ء، ص ۴)

تف ہے اس ایمان اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

گر ولی اینست لعنت بر ولی

مختاری فیل مسیح موعود

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر شان والے منشی غلام احمد خیر سے کھوتا رام جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ حضرت صاحب پاس نہ کر سکے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔'' (سیرۃ المھدی حصہ اوّل ص ۱۵۶، روایت نمبر ۱۵۰)

چہ خوب! گویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دنیوی اشغال کا پیش خیمہ تھا۔ مگر فیل اور ناکام ہونا مدراج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

چھوٹے میاں بشیر احمد صاحب کا یہ آخری فقرہ انگور کھٹے ہیں کا مصداق اور بہت دلچسپ ہے۔ مگر اس سے زیادہ دلچسپ بڑے میاں محمود احمد صاحب کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

افیمی استاد کا افیمی شاگرد

''حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا۔ وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔''

(الفضل مورخہ ۵ر فروری ۱۹۲۹ء)

گویا حضرت صاحب اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے۔ بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اس کا استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

۱...... میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا، خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد

حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔"

(الفضل مورخہ ۱۹/ جولائی ۱۹۲۹ء)

۲...... "آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔"

(الفضل قادیان ۲۲/ مارچ ۱۹۳۵ء)

۳...... صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں: "خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے۔ تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۵۵، روایت نمبر ۶۵)

۴...... "بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی جوتہ ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸، روایت نمبر ۳۷۵)

۵...... "بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر باوجود جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی پشت پر آ جاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔" (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷، روایت نمبر ۴۴۴)

۶...... "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے

نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، روایت نمبر ۴۴۴)

اس سلسلہ میں چند ایک مریدان باصفا کی روایت بھی سن لیجئے۔

۷...... "آپ کو (یعنی مرزا قادیانی کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔"

(ملحقہ حالات مرزا قادیانی براہین احمد یہ ج اوّل ص ۶۷، مرتبہ معراج الدین قادیانی)

۸...... "ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا قادیانی نے) اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔"

(منکرین خلافت کا انجام ص ۹۶، مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

۹...... "نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر چڑھا یا کرتی تھی...... حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔" (اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۱ رفروری ۱۹۳۵ء)

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے۔ تاہم اہل فکر ونظر کے لئے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال

آہ! انسانیت کی بدقسمتی اور دین کی مظلومی کہ جس ذات شریف کو دستر خوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے، چابیاں سنبھالنے، اپنی شلوار کا ازار بند کھولنے، جراب اور جوتا پہننے، کاج میں بٹن دینے، استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے حتیٰ کہ سیر کے وقت چلنے اور داڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعویٰ کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے تخت نبوت ورسالت اور سید المرسلین سے تاج رشد وہدایت چھیننے کے۔

بادۂ عصیاں سے دامن تربتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دوعالم ہم سے ہے

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل

الفضل اور اللہ دتہ اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزا قادیانی عشق رسول کے مختلف مدارج تقابل وہمسری، تفوق وبرتری اور وحدت وعینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں۔ یعنی نعوذ باللہ! سید المرسلین کو مسند رسالت اور کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب سر کر کے تخت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں۔ سنئے! اور جگر تھام کر سنئے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ: ''اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

فرمایئے! کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی۔ کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمد پر اس بے حیائی سے ڈاکہ زنی کے بعد بھی غلام احمد کی نبوت کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمرہ قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر واہانت اور تنقیص ومفضولیت کی خرافات اور بکواس سے گذر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی نابکارسعی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود وملعون لاہوری اور قادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

ہرگزم باور نمی آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ با گفتن ودین پیمبر داشتن

مسلم لیگ اور اسلام

میاں افتخار الدین اور سردار شوکت حیات خان اگر اپنی تقریروں سے مسلم لیگ میں انتشار کا موجب ہوں تو انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

مجلس عاملہ پاکستان مسلم لیگ نے ۱۱/اپریل کو کراچی میں میاں صاحب اور سردار صاحب کو پارٹی سے پانچ پانچ سال کے لئے خارج کرتے ہوئے ان کے خلاف حسب ذیل فرد جرم مرتب کی ہے۔

''میاں صاحب اور سردار صاحب نے جماعتی نظم وضبط کا خیال کئے بغیر مجلس دستور ساز میں پارٹی میں فیصلوں کے خلاف تقریریں کر کے مسلم لیگ کے مفاد کو نقصان پہنچایا بلکہ انہوں نے پارلیمنٹ میں پاکستان پارلیمنٹ کی حیثیت کو چیلنج کیا۔ انہوں نے پارٹی میں انتشار و بدنظمی پھیلانے کے لئے تخریبی کارروائیاں کیں اور مسلم لیگ کو رسوا کرنے کی کوشش کی۔''

مگر آہ!

مرزا غلام احمد، میاں محمود احمد اور دوسرے مرزائیوں کی اس قسم کی تقریروں سے نہ ملی نظم وضبط کو صدمہ پہنچتا ہے نہ اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ نہ دین کی حیثیت کو چیلنج ہوتا ہے۔ نہ اس کی رسوائی ہوتی ہے اور نہ ملت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں معزز معاصر ''ڈان'' (اردو) بعنوان ''پارٹی سے بغاوت کی سزا'' لکھتا ہے: ''گورنمنٹ اس کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر انہوں نے سخت حملے کئے ہیں۔ انہوں نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ دستور یہ پاکستان اور پارلیمنٹ کی نیابتی حیثیت پر بھی اعتراض کیا۔ پاکستان کا کون سا نظام اور ادارہ باقی رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ ان کی نظر میں اس کا احترام ہے...... ان کے اور مسلم لیگ پارٹی کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ گئی تھی جو انہیں پارٹی کا رکن باقی رکھا جاتا۔''

بالکل انہی الفاظ میں ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ (اس سارے مرزا نمبر سے قطع نظر صرف زیر نظر افتتاحیہ میں) ان کے کرتوت کو بغور دیکھ کر ہمیں بتلایا جائے کہ مرزائیت اور اسلام کے درمیان کون سی چیز مشترک رہ جاتی ہے کہ مرزائیوں کو ملت اسلامیہ کا رکن باقی رکھا جائے۔ جب وہ اسلام اس کے ارکان اور اس کی عام پالیسی پر شدید حملے نہ کریں بلکہ خود سید الانبیاء رحمتہ اللعالمین کی شان رسالت کو ختم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی تخت و تاج نبوت پر قابض ہونے کی ملعون کوشش کرے تو پھر اسلام کا باقی کیا رہ گیا جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ

مرزائیت کی نظر میں اس کا احترام ہے؟

الحاصل

مرزا غلام احمد محمد رسول اللہ ﷺ کا حریف و مقابل اور بدترین مخالف و معاند ہے اور امت مرزائیہ امت محمدیہ سے بالکل جدا اور مغائر! اس نے محمد رسول اللہ کے پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ شامل رکھنا اسلام کی مظلومی کا دردانگیز مظاہرہ ہے اور ملت کی مجبوری کا الم ناک نظارہ جسے دیکھ کر حساو دیندار فرزندان توحید کا دل گھٹتا......اور جگر پھٹتا ہے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست وپا کو دیدۂ بینا نہ چاہئے

اشاعت دوم

۱۶؍شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ، مطابق ۱۴؍جون ۱۹۴۹ء

مرزا غلام احمد نمبر کا منشاء

ہمارے مقامی معاصر پیغام صلح نے اعلان کیا تھا: ''۲۶؍مئی حضرت مسیح موعود کا یوم وصال ہے۔ اس موقعہ پر پیغام صلح کا ایک خاص نمبر شائع ہوگا جس میں حضرت مجدد وقت کی صداقت آپ کے عظیم الشان کارناموں، آپ کی خدمات دینیہ اور سیرت واخلاق پر بہت سے بیش قیمت مضامین درج ہوں گے۔''

ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم بھی اس مبارک تقریب میں حصہ لیں اور تنظیم اہل سنت کا خاص نمبر شائع کر کے دنیا کو حضرت مجدد وقت کی صداقت آپ کے عظیم الشان کارناموں، آپ کی خدمات دینیہ اور سیرت واخلاق سے باخبر اور آگاہ کریں۔ چنانچہ آج ہم بفضلہٖ تعالیٰ تنظیم کا یہ خاص نمبر......مرزا غلام احمد نمبر......شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ہمیں امید ہے کہ دنیا کو اس خاص نمبر کے مطالعہ سے مرزا قادیانی کی شخصیت اور آپ کے صحیح منصب و مقام کے سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔ خدا ہمارے ''قادیانی'' کرم فرماؤں کو خالی الذہن ہو کر اس خاص نمبر کی روشنی میں مرزا قادیانی کی حقیقت جاننے پہچاننے کی توفیق عطاء فرمائے اور قبول حق کی سعادت سے انہیں بہرہ یاب فرمائے۔ آمین!

تنظیم اہل سنت کے "مرزا غلام احمد نمبر" کے متعلق

معزز اکابر ملت کی آرائے گرامی

عالی جناب شیخ فیض محمد صاحب سپیکر پنجاب اسمبلی کا ارشاد گرامی

"تنظیم اہل سنت کے مرزا قادیانی نمبر کا میں نے بغور مطالعہ کیا۔ اس کی ترتیب پر میں سید نور الحسن صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے تنظیم کے اس خاص نمبر کی اشاعت سے ملت اسلامیہ کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ مرزائیت کے بارے میں حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے خیالات کی اشاعت خصوصیت کے ساتھ جاذب توجہ ہے۔ ان خیالات کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ علامہ موصوف نے کسی ہنگامی جذبہ کے ماتحت ان کا اظہار فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ رائے گرامی برسوں کے عمیق مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تنظیم اہل سنت کے مندرجہ مضامین کے پڑھنے کے بعد کوئی معقولیت پسند انسان مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت کا قائل ہو سکتا ہے۔ میری تجویز ہے۔ ان تمام اور اچھوں قسم دیگر مضامین اردو نظموں کو مستقل کتاب کی شکل میں شائع کرنا مفید ہوگا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ کتاب کی اشاعت کے لئے خاص عطیات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور چھپ جانے پر اس کی تقسیم مفت ہو۔ اس مقصد کے لئے میں اپنے مقدور کے مطابق امداد کے لئے تیار ہوں۔"

قائد ملت حضرت مولانا سید داؤد صاحب غزنوی کا ارشاد گرامی

"ہفت روزہ تنظیم اہل سنت جو مولانا سید نور الحسن صاحب کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ بلند پایہ علماء اور اہل قلم حضرات کے مضامین اس کی معنوی خوبیوں کے لئے اور خود فاضل مدیر کا حسن ذوق اس کے صوری اور معنوی محاسن کے لئے ضامن ہے۔ اس کے کئی مخصوص نمبر شائع ہوئے اور انہوں نے خاص قبولیت حاصل کی۔ لیکن یہ آخری مخصوص نمبر جو "مرزا غلام احمد نمبر" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بعض مضامین کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قارئین کے شوق طلب کی بناء پر اسے دوبارہ طبع کرایا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ شائقین کی یہ قدر افزائی کارکنان تنظیم اہل سنت کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی اور وہ پہلے سے زیادہ شوق اور علو ہمتی سے کام کریں گے اور خدمت تبلیغ کو باحسن وجوہ سرانجام دیں گے۔"

محترم سید عبداللہ شاہ صاحب ایڈیٹر الفلاح پشاور

"ماشاء اللہ تنظیم جو کام سرانجام دے رہا ہے اس کی مثال دور حاضرہ میں مشکل ہے۔ پرچہ آتے ہی ہاتھوں ہاتھ مطالعہ کے لئے مانگا جاتا ہے اور میں تو مکرر سہ کرر پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیوے اور اس جدوجہد میں کامیاب کرے۔ "مرزا غلام احمد نمبر" آپ کی تاریخی یادگار رہے گی۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ عرق ریزی کی گئی ہے۔ "مرزا غلام احمد نمبر" کے براہ نوازش چالیس پرچے بھیج دیں۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دوں گا۔"

دوسرا مکتوب: "وہ چالیس پرچے فوراً الگ گئے ہیں۔ ۵ پرچے مزید ارسال فرما دیجئے۔"

محترم شیخ فیض الحق صاحب نوری، سید پوری گیٹ راولپنڈی

"آپ کے اخبار تنظیم اہل سنت کا "مرزا غلام احمد نمبر" میں نے تقریباً بیس آدمیوں کو مطالعہ کرایا۔ تمام افراد نے ایک ایک کاپی منگوانے کی مجھ سے درخواست کی۔ بہت سے اصحاب نے اخبار مذکورہ کو ہمیشہ کے لئے منگوانے کی خواہش ظاہر کی اور آپ کے دفتر کا پتہ بھی نوٹ فرمالیا۔ امید ہے آپ کو خطوط بھی پہنچ چکے ہوں گے۔ اب گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل پتہ پر مرزا غلام احمد نمبر کتابی شکل میں چھپا ہوا یا اخباری شکل میں کم از کم پچاس کاپیاں ارسال فرماویں۔ قیمت انشاء اللہ ارسال کر دی جائے گی۔ میرے دوستوں کی رائے ہے کہ اخبار مذکور کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے آج کل نہایت ضروری ہے۔ تاکہ آپ کے اس کار خیر کی مالی امداد میں حصہ لے کر ہر باطل کے مقابلہ میں تنظیم کے تحت کھڑے ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔"

فقط: والسلام علیکم!

محترم صاحبزادہ رازق نور صاحب ای۔اے، بی۔ٹی (علیگ) ٹل ضلع کوہاٹ

"تنظیم سے ساری ملت اسلامیہ کا مفاد وابستہ ہے۔ "مرزا غلام احمد نمبر" یہاں بہت پسند ہوا ہے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نہایت عین موقعہ پر پہنچا۔ کیونکہ انہی دنوں فرزند علی ناظر امور عامہ قادیان بھی لوگوں کو مرتد کرنے کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ وہ نہایت مایوس ہو کر یہاں سے گیا۔ اگرچہ وہ کھلے طور پر کسی سے نہ مل سکا۔ تاہم اس نے تین مریدوں سے جو باہر سے آ کر یہاں بس گئے ہیں اپنے دوستوں کو بلوایا اور اس کا وعظ ان کو سنوایا۔ میں نے بھی دام تزویر سے بچانے کے لئے ان لوگوں سے باتیں کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باطل کافور ہوا اور ان کے ایک چیلے نے تو

مجھ سے گلہ بھی کیا کہ میں نے ان کے لئے فضا خراب کر دی۔ فالحمدلله علی ذالك!''

(۱۱رجون ۱۹۴۹ء)

تنظیم اہل سنت کے مرزا غلام احمد نمبر کے متعلق
مؤقر مسلم پریس کی رائے گرامی

معزز معاصر زمیندار لاہور:

''مرزا غلام احمد نمبر!

مسلمانوں کو معاصر عزیز تنظیم اہل سنت کا ممنون ہونا چاہئے کہ اس نے مرزا غلام احمد نمبر شائع کر کے اسلام وملت کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ اشاعت مرزائیت کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کی گئی ہے کہ۔

قصۂ وصل عدو تجھ کو سنا جاتا ہوں
لے تجھے ہی تیرا آئینہ دکھا جاتا ہوں

اس پرچے میں قادیانیت کے متعلق ایسے محققانہ مضامین ہیں جن کے مطالعے سے کسی مسلمان کو محروم نہیں رہنا چاہئے۔ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس پرچے کے مطالعے سے محروم رہا تو یہ محرومی خوش قسمتی نہیں کہلائے گی۔ مضمون نگاروں میں حضرت علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ، مولانا ظفر علی خان قبلہ، حضرت طالوت، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ اور مولانا محمد زاہد الحسینی ایسے عالم باعمل اور وسیع العلومات رہنما شامل ہیں۔ غرضیکہ یہ نمبر اپنے موضوع کے لحاظ سے قابل تحسین ہے اور تنظیم اہل سنت کا مدیر مستحق مبارکباد ہے جس نے مضامین کا مجموعہ پیش کیا جو کفر والحاد کے خرمن پر حق وصداقت کی بجلیوں کا کام کر سکتے ہیں۔ قارئین کرام! یہ پرچہ دفتر ہفتہ وار تنظیم سے طلب کریں۔'' (زمیندار ۷رشعبان ۱۳۶۸ھ)

معزز معاصر! روزنامہ احسان لاہور

''ہفتہ وار تنظیم اہل سنت لاہور نے گذشتہ ہفتہ ''مرزا غلام احمد نمبر'' نکالا ہے جو ۲۸ رصفحات اخباری پر مشتمل ہے اور طباعت وکتابت کے لحاظ سے دیدہ زیب ہونے کے علاوہ اصل موضوع پر سیر حاصل تبصرے کا حامل ہے۔ اس میں ہر مضمون نگار نے قادیانیت کے متعلق اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ خود انہی کی کتابوں کے حوالے سے پوری تصویر پیش کی ہے۔

مرزائیت کی سیاسی سرگرمیوں کے متعلق بعض اقتباسات ایسے دیئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ہمیں سوچنا پڑتا ہے کہ اس فرقے کے متعلق کیا نظریہ قائم کریں۔ مثلاً الفضل کے ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء کی اشاعت کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

''ممکن ہے عارضی افتراق (پاکستان کی شکل میں) پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔'' (ارشاد مرزا محمود احمد خلیفۂ قادیان)

بہرحال یہ نمبر بہت معلومات افزا اور دلچسپ ہے اور اس لائق ہے کہ ہر پڑھا لکھا آدمی اس کا مطالعہ کرے۔ قیمت فی پرچہ چار آنے رکھی گئی ہے۔'' (احسان مورخہ ۸؍جون ۱۹۴۹ء)

معزز معاصر روزنامہ تسنیم لاہور

''اخبار تنظیم اہل سنت لاہور نے ''مرزا غلام احمد نمبر'' شائع کر کے تبلیغ اسلام اور تردید باطل کا ایک نیا انداز پیش کیا ہے۔ مدعیان کاذب اور تحریکات باطل کے اندر داخلی طور پر اللہ تعالیٰ کی حکمت سے کچھ ایسے نمایاں سامان موجود ہوتے ہیں کہ ان کی تردید پر خارجی دلائل لانے کی بجائے صرف ان سامانوں کو الم نشرح کر دینا کافی ہوتا ہے۔ ان کے تیوروں کو دیکھ کر ہی ایک طالب حق فیصلہ کر لیتا ہے کہ ایک سچے داعی حق کے یہ لچھن نہیں ہیں۔ اس راز کو سب سے پہلے مولانا الیاس برنی نے بھانپا اور قادیانی مذہب کے نام سے ایک ضخیم کتاب حیدرآباد دکن سے شائع کی۔ جس میں قادیانی مذہب کے بانی اور اس کے متبعین کے اقوال اور تحریرات درج کر دیں۔ اپنی طرف سے انہوں نے تبصرے کے طور پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ تجربے نے بتایا کہ یہ کتاب ردمرزائیت میں نہایت کامیاب ثابت ہوئی اور اس نے اس تحریک باطل کے خدوخال پر سے پروپیگنڈے کی تمام پرفریب چادریں اتار کر پھینک دیں۔

معاصر تنظیم اہل سنت کا ''مرزا غلام احمد نمبر'' بھی اسی اصول کار پر مبنی ہے۔ اسی پر مرزا غلام احمد قادیانی متنبی قادیان کی نظم ونثر کے شہ پاروں کو جمع کر دیا گیا ہے اور ایک آدمی بغیر کسی خارجی استدلال کے مرزا قادیانی کے طرز کلام، حسن اخلاق، اصول پروری، فہم قرآن اور انسانیت وشرافت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں معاصر نے قادیانی جماعت کے ارباب تقدس کے اس مسلک کو بھی درج کر دیا ہے جو پاکستان کے متعلق تقسیم سے پہلے وہ ظاہر کرتے رہے یہ نمبر تردید قادیانیت میں بہت ہی مفید شے ہے اور ظاہری وصوری محاسن کا مرقع، قیمت چار آنے۔''

(۱۶؍جون ۱۹۴۹ء)

معزز معاصر روز نامہ غازی لاہور

'ہفت روزہ "تنظیم اہل سنت" کا زیر نظر شمارہ اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے ملت پاکستان کے لئے ایک قابل قدر صحافتی پیشکش ہے۔ جیسے ہر سچا مسلمان قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اس شمارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریروں کے حوالے سے ان کی حقیقت کو پوری طرح بے نقاب کیا گیا ہے۔ مرزا بشیر الدین کی تقریر اور تحریر کی روشنی میں مرزائیت کی کارگزاریوں اور سرگرمیوں بلکہ مستقبل میں اس کے وجود سے پیدا ہونے والے اندیشوں کی تعیین بھی مؤثر اور مدلل انداز میں کی گئی ہے۔ احمدیت سے متعلق حضرت علامہ اقبال مرحوم و مغفور کے معلومات افزا مضامین بھی درج ہیں۔ جن کے ذریعے مرزائیت کو اس کے اصلی رنگ و روپ میں دیکھنے کے لئے پوری امداد ملے گی۔

الغرض شمارۂ زیر نظر کی تمام نگارشات نے ایک ایسے وقت پر مرزائیت کی نقاب کشائی کا فرض عظیم سرانجام دیا ہے۔ جب کہ پاکستان کی تعمیری زندگی کے تقاضے مسلمانوں کے دیندار اور فرض شناس حلقوں سے اس کی توقع کر رہے تھے۔ ہم منتظمین جریدہ تنظیم کو اس بلند پایہ اور معنوی خوبیوں سے آراستہ شمارہ کی کامیاب تکمیل پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ جریدہ تنظیم ملت کی مذہبی پریشانیوں کے لئے صورت اطمینان کا زندگی بخش ذریعہ ثابت ہو۔"

(۱۶رجون ۱۹۴۹ء)

معزز معاصر روز نامہ "سفینہ" لاہور

"ہفتہ دار تنظیم اہل سنت نے جو محمود خان لغاری کی سرپرستی میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کی تبلیغ اور ان کے حقوق کی نگرانی کے لئے جاری ہے اس ہفتہ ایک خوش رنگ جاذب نظر خاص نمبر شائع کیا ہے جس میں بزرگان قادیان کے سلسلہ پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے اور حوالے انہی کی کتابوں سے دیئے گئے ہیں پچھلے دنوں قادیانیوں کے متعلق یہ عام شبہ کیا جاتا تھا کہ مذہبی معاملے میں ان کے عام مسلمانوں سے جو اختلاف ہیں سو ہیں۔ سیاسی معاملات میں بھی وہ پاکستان کے وفادار نہیں اور یہ شبہ بھی بعض اقوال و افعال کی بناء پر کیا گیا تھا۔ اس نمبر میں "الفضل" کا مندرجہ ذیل اقتباس شائع کیا گیا ہے۔

"ممکن ہے عارضی افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔" یہ اقتباس مرزا محمود احمد امام جماعت کی ایک تقریر سے لیا گیا ہے جو انہوں نے

اعلان تقسیم سے کوئی دو ہفتہ قبل کی تھی۔ اسی طرح اور معاملات پر اپنے نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ ۴؍ میں یہ نمبر اخبار کے دفتر سے طلب کیجئے۔"
(۹؍جون ۱۹۴۹ء)

معزز معاصر روزنامہ ''مغربی پاکستان'' لاہور

''ہفتہ وار تنظیم اہل سنت والجماعت نے یہ جدت کی ہے کہ اہل سنت کا اخبار ہونے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کے یوم ولادت پر اس نے ''مرزا غلام احمد نمبر'' کے نام پر ایک خاص نمبر شائع کیا ہے۔ اس خاص نمبر میں مرزا غلام احمد کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور مرزائیوں کے عقائد باطلہ کے پول نہایت عام فہم انداز سے کھولے گئے ہیں۔''

(مورخہ ۱۸؍شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ)

''مرزا غلام احمد نمبر'' کی اشاعت پر پیغام صلح کی فریاد و فغان

از: مولانا سید نور الحسن بخاری

کلیم غش میں ہے اور جل رہا ہے دامن طور
ابھی تو ''حسن'' کا پہلا ہی پردہ اٹھا ہے

آپ کے تنظیم کا ''مرزا غلام احمد نمبر'' شائع ہوا اور ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ ہمارے فہم و فکر میں بھی نہ تھا کہ یہ اتنا مقبول عام ہوگا۔ حیران ہوں کہ قادر مطلق کا کس زبان سے شکر ادا کروں۔ جس نے دین و ملت کے اس واحد تبلیغی مرکز...... مرکز تنظیم...... کو تنظیم اہل سنت کا یہ خاص نمبر شائع کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی اور پھر اس خاص نمبر کو قبولیت عامہ کی سند عطا فرما کر اسے برصغیر ہندو پاکستان کے طول و عرض میں پھیلا دیا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

مقامی مؤقر پریس نے اس نمبر کی بہت زیادہ تعریف و توصیف کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ملک و ملت کے مشہور و معزز روزنامہ زمیندار نے یہاں تک لکھ دیا کہ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس پرچے کے مطالعہ سے محروم رہا تو یہ محرومی خوش قسمتی نہیں کہلائے گی۔ علاوہ ازیں ''زمیندار'' نے اس نمبر سے تنظیم کے شکریہ کے ساتھ اپنی دو اشاعتوں میں مضمون بھی نقل کئے۔ اس پر آرڈر آنے شروع ہو گئے۔ مگر افسوس کہ ہم ان کی تعمیل سے قاصر تھے۔ کیونکہ یہ نمبر اپنی اشاعت کے ایک ہفتہ بعد ختم ہو گیا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں آرڈر آئے

رکھے تھے اور ابھی مزید آ رہے ہیں۔اس لئے ہم مجبور ہو گئے کہ نمبر کو دوبارہ شائع کریں۔آپ کا یہ مقبول ومحبوب نمبر چار صفحات کی ایزادی کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عام صحافتی تاریخ میں تو نہیں کہا جا سکتا۔لیکن تنظیم اہل سنت کی تاریخ کا یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم بفضلہ تعالیٰ اس کا ایک خاص نمبر دوبارہ شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ ''والحمدلله علی ذالك حمداً کثیراً'' اور اگر خدا کو منظور ہے تو اس کا تیسرا ایڈیشن بھی بہت زیادہ اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہو گا۔جیسا کہ محترم القام جناب شیخ فیض محمد صاحب سپیکر اسمبلی کی تجویز گرامی ہے۔

حق تعالیٰ اکابر ملت اور ارباب دولت کو عالی جناب شیخ صاحب کی مبارک تجویز کو جامۂ عمل پہنانے اور اس نمبر...... جو برادران اسلام کے تحفظ ایمان کی ضمانت ہے...... عامة المسلمین تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

معزز اکابر ملت اور مؤقر مسلم پریس کی آرائے گرامی آپ کے سامنے ہیں۔لیکن کیا آپ تصویر کا صرف ایک ہی رخ دیکھیں گے؟ اور ان دوستوں کے تاثرات سے آپ بے خبر رہیں گے جن کی اصلاح وہدایت کی بفضلہ تعالیٰ اس نمبر کی اشاعت سے توقع کی جا سکتی ہے۔حق تعالیٰ قبول حق اور رجوع عن الباطل کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین!

پیغام صلح کی فریاد وفغان

کفن اٹھاؤ نہ للہ میرے چہرے سے
ہوں روسیہ مجھے رہنے دو منہ چھپائے ہوئے

لاہوری قادیانیوں کا ترجمان ''پیغام صلح'' اپنے افتتاحیہ میں رقمطراز ہے۔''تنظیم اہل سنت'' نے پیغام صلح کے مسیح موعود نمبر کا اعلان دیکھ کر ''مرزا غلام احمد نمبر'' کے نام سے ایک خاص پرچہ شائع کیا ہے۔اس پرچہ میں شاید ہی کوئی مضمون ہو۔جس میں حضرت مسیح موعود کی گندی سے گندی تصویر بنانے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔جھوٹ، افتراء، بدزبانی، تہمت طرازی اور شہوت رانی وغیرہ کے الزامات آپ پر نہ لگائے گئے ہوں۔آپ کے عشق قرآن کی بھی تردید کی گئی ہے اور عشق رسول کی بھی اور اس بات پر سارا زور صرف کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کی ساری زندگی قرآن اور رسول کی مخالفت میں گذری۔'' (۸رجون۱۹۴۶ء)

اس کا بہترین جواب وہی ہے جو معزز معاصر ''زمیندار'' اپنے شذرہ میں دے چکا ہے کہ یہ اشاعت مرزائیت کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کی گئی ہے۔

قصۂ وصل عدو تجھ کو سنا جاتا ہوں
لے تجھے ہی ترا آئینہ دکھا جاتا ہوں

حضرت مسیح موعود کی گندی سے گندی تصویر کی ذمہ داری خود حضرت صاحب پر ہے۔ آئینہ میں تو وہی کچھ نظر آتا ہے جو اس کے سامنے لایا جاتا ہے۔ اس لئے معزز معاصر ''پیغام صلح'' کو...... اس بھونڈے بھدے حبشی کی طرح جس نے آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر غصے سے اسے زمین پر پٹک دیا تھا اور کہا تھا۔ کیا منحوس اور بدصورت آدمی ہے۔ ''تنظیم اہل سنت'' کا ''مرزاغلام احمد نمبر'' دیکھ کر تنظیم پر غضبناک اور خشمگین ہونے کی بجائے خود مرزا قادیانی کے متعلق اپنے عقائد پر نظر ثانی کی تکلیف گوارا فرمانی چاہئے کہ

کسی کی چشم می نیلگوں سے ہے میری بادہ آشامی
کسی کے روئے رنگین سے میری رنگیں خیالی ہے

چیلنج

حقیقت یہ ہے کہ تنظیم نے صرف عکاسی کی ہے اور دیانتداری سے مرزا قادیانی کو ان کے اصلی رنگ اور روپ اور خدوخال میں منظر عام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگر ''پیغام صلح'' دیانتداری سے یہ سمجھتا ہے کہ تنظیم نے یہ غلط الزامات مرزا قادیانی پر لگائے ہیں تو پھر ہم پوری قوت سے اپنے معاصر کو غیر مبہم الفاظ میں کھلا چیلنج کریں گے کہ وہ عدالت میں ہمارے خلاف مقدمہ دائر کردے۔ پھر دیکھئے ہم کس طرح سوائے شہرت رانی کے باقی سب اوصاف حمیدہ مرزا قادیانی ہی کے ارشادات عالیہ سے ثابت کرتے ہیں۔ رہا شہوت رانی کا سوال! تو ہم نے یہ الزام مرزا قادیانی پر لگایا ہی کب ہے؟ ہم نے تو الٹا ان کے حسب ذیل اقوال نقل کر کے ان کی قابل رحم حالت زار کا اظہار کیا تھا۔

۱...... ''صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۱۴، مکتوبات احمدیہ جدید ج۲ ص۲۰، مکتوب نمبر۱۰)

۲...... ''میری حالت مردی کالعدم تھی۔'' (نزول المسیح ص۲۰۹، خزائن ج۱۸ ص۵۸۷)

صحبت کے وقت لیٹنے کی یہ حالت اور عدم مردی کی یہ حالت تو کسی اور حالت کا پتہ دیتی ہے۔ اس حالت پر شہوت رانی کا تو گمان بھی نہیں گذر سکتا۔ لہٰذا یہ تو ہم پر سراسر الزام، اتہام اور

بہتان وافتراء ہے۔ ہاں باقی جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ وہ ہم نے پوری دیانت وامانت کے ساتھ مرزا قادیانی کے "وحی والہام" یا پھر مرزائیت کے مسلم معتبر لٹریچر کی روشنی ہی میں لکھا ہے اور اسے ہم ہر سرکاری عدالت یا غیر سرکاری پنچائت کے سامنے ہر وقت ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ بہرحال۔

زباں گل جائے گر میں نے کہا ہو کچھ سر محشر
تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

یہ دین قادیانی جاودانی ہو نہیں سکتا

شاعر تنظیم حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شوقی ابنالوی!

زمیں پر جب نکاح آسمانی[1] ہو نہیں سکتا
تو پھر ہرگز پیمبر قادیانی ہو نہیں سکتا

وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنے لیکن بایں صورت
مکاں کا رہنے والا لامکانی ہو نہیں سکتا

مرے خالق نے بخشا ہے مجھے اسلام سا مذہب
کوئی اس دین کا دنیا میں ثانی ہو نہیں سکتا

نبوت جس کی وابستہ ہو پائے اہل یورپ سے
وہ دنیا میں کبھی حق کی نشانی ہو نہیں سکتا

دلائل سے غرض کیا صرف اتنا جانتا ہوں میں
خدا والا اسیر بدزبانی ہو نہیں سکتا

ادھر اسلام کا دعویٰ ادھر کفار سے الفت
ہمیں تو اعتبار قادیانی ہو نہیں سکتا

جہاں میں دشمن ختم رسل موجود ہیں جب تک
دل ناشاد وقف شادمانی ہو نہیں سکتا

کہاں سے لائیں جرأت میرزائی بحث کرنے کی
مقابل امر حق کا نقش فانی ہو نہیں سکتا

جسے نعلین پوشی میں بھی دھوکا پیش آ جائے
وہ ملت میں کسی جدت کا بانی ہو نہیں سکتا

گئے انگریز تو خود کاشتہ پودا بھی سوکھے گا
یہ دین قادیانی جاودانی ہو نہیں سکتا

جو دنیا میں شریک زمرہ باطل رہے شوقی
وہ عقبیٰ میں قرین کامرانی ہو نہیں سکتا

---

[1] محمدی بیگم سے نکاح آسمانی، مرزائے قادیانی کے تابوت مجددیت میں آخری کیل ہے۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۷ء تک پورے اکیس سال کی شبانہ روز مسلسل جدوجہد، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات، تبلیغ رسالت جلد اوّل، دوم، سوم، حقیقت الوحی، انجام آتھم وغیرہ بیسیوں کتابوں میں مندرجہ سینکڑوں حلفیہ آسمانی ارشادات اور ہزاروں اشتہاروں میں شائع شدہ مؤکد بعذاب قسمیہ ربانی الہامات کے علی الرغم جب آسمانی نکاح کا زمین پر نفاذ نہ ہو سکا اور وقت کا نبی اور رسول یا بدرجہ اقل مسیح موعود مجدد اعظم مصلح اکمل اور امام اکبر اور امامت کا سب سے بڑا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نذر مرزائے قادیانی ہے

شوقی انبالوی!

موجزن ہیں تخیلات عجیب
فکر میں تیغ کی روانی ہے

سلک قطعات نو یہ اے شوقی
نذر مرزائے آنجہانی ہے

نہ تھا عقل وخرد سے واسطہ جب
نبی بننے کی اپنے دل میں ٹھانی

خدا بنتے تو واللہ خوب سجتے
جناب میرزائے قادیانی

نبی بننے کا دعویٰ خوب آسان
مگر پورا اترنا سخت مشکل

ذرا یاروں کی نادانی تو دیکھو
نہ توشہ ہے نہ رہبر ہے نہ منزل

خدا کا ساختہ کوئی پیمبر
نہ آئے گا قیامت تک کسی دن

مگر انگریز کے پروردہ فتنے
ہزاروں ہوں اگر ظاہر تو ممکن

غلام شاہ لندن بن گئے ہیں
ہوایوں غرق بیڑا کمترین کا

نبوت سے جناب میرزا کی
ہوا ثابت کہ سب کچھ ہے انہیں کا

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) عاشق قرآن اور بے نظیر محب رسول ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء سے ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء تک ۱۶ سال سے پورا چلہ اوپر جب منکوحہ آسمانی کے ساتھ مرزا سلطان محمد (محمدی بیگم کے شوہر) کے ناجائز تعلقات دیکھتا رہا اور زنا اور ناجائز اولاد کا یہ سلسلہ بند نہ کرسکا تو ایک باضمیر اور باغیرت انسان ایک سیکنڈ کے لئے بھی مرزا غلام احمد کے قریب نہیں بھٹک سکتا...... قابل صد ہزار تحسین وتبریک ہے۔ لاہوری قادیانی کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا مرزا قادیانی سے ایمان واخلاص کہ ان کے پائے استقامت میں قطعاً لغزش نہ آئی اور یہ تسلیم کرنے کے بعد بھی کہ یہ اہم پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ آپ مرزا قادیانی کے مسیح موعود مجدد اعظم، مصلح اکمل اور امت میں واحد ویگانہ عاشق قرآن کی رٹ برابر لگائے چلے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا...... مگر میں کہتا ہوں...... صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔“ (پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۲۱ء)

مولوی محمد علی صاحب ایم اے، ایل ایل. بی ہونے کے باوجود کس قدر بھولے بھالے آدمی ہیں۔ اجی حضرت! یہ کون کہتا ہے کہ نتیجہ پر پہنچنے کے لئے تمام پیش گوئیوں کو نہ دیکھنا چاہئے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اشاعت اوّل

۲۴ ر رجب، یکم ر شعبان ۱۳۶۸ھ، مطابق ۲۴، ۳۱ ر مئی ۱۹۴۹ء
تنظیم اہل سنت کا "مرزا غلام احمد نمبر"

مولانا ظفر علی خان!

بابائے شاعری و صحافت حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب مدظلہ العالی ایمان کی ایک

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ہم تو یہی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی صداقت کے متعلق صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں جس میں یہ محمدی بیگم کی پیش گوئی بھی شامل ہے پوری ہوئیں یا نہیں۔ آپ اس معیار پر مرزا قادیانی کو جانچنے کے لئے تو خود تیار نہیں اور کہتے دنیا کو ہیں کہ یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ اس پر سوائے اس کے ہم اور کیا عرض کریں۔

تا کے ملامت مژهٔ اشکبار من
یک بارہم ملامت چشم سیاہ خویش

بہر حال مولوی صاحب کا اس معیاری پیش گوئی کو غلط تسلیم کر لینا غنیمت ہے۔ لیکن اس پر ہم انہیں ہدیۂ مبارکباد پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کا یہ اعتراف حق وانصاف اور صدق وسداد کی بناء پر نہیں بلکہ۔

عصمت بی بی ست از بیچارگی

مولوی صاحب نے حقیقت میں تمام راستے مسدود دیکھ کر اور کوئی راہ فرار نہ پا کر مجبوراً اس پیش گوئی کے غلط ثابت ہونے کا اقرار تو کر لیا۔ مگر مرزا قادیانی کی صداقت پر برابر ڈٹے رہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنے پرکھنے کی کسوٹی اور اپنے تولنے کا ترازو اس پیش گوئی ہی کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "اصلی پیش گوئی اپنے حال پر قائم ہے اور کوئی آدمی کسی حیلہ یا مکر سے اسے روک نہیں سکتا اور یہ پیش گوئی خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے اور عنقریب وہ وقت آئے گا مجھے قسم ہے خدا کی کہ محمدی بیگم کے خاوند کے مرنے اور اس کے بعد محمدی بیگم کے میرے نکاح میں آنے کی پیش گوئی سچی ہے۔ پس عنقریب تم دیکھ لو گے۔ میں اس پیش گوئی کو اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور میں نے جو کچھ کہا الہام اور وحی سے معلوم کر کے کہا۔" (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

مولوی صاحب مجدد اعظم اور اپنے ہادی ومرشد کو اس معیار پر رکھتے جو انہوں نے اپنے لئے خود پیش کیا ہے تو بہانگ دہل مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا اعلان کر دیتے۔ (بخاری)

جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی تصویر ہیں اور ایمان عبارت ہے۔ کفر سے بغض وعداوت سے۔ چنانچہ حضرت مولانا کے خون کا ہر قطرہ آج نہیں بلکہ اس وقت سے جب کہ فرنگی اقتدار واستعمار کا آفتاب نصف النہار پوری تیزی اور تمازت سے چمک رہا تھا اور وقت کے نبی اس چڑھے سورج کو خدا مان کر اس کی پوجا پاٹ میں مستغرق تھے۔ اس کے تشدد واستبداد کو نظر انداز اور پامال کر کے انگریز اور انگریز کی خود کاشتہ نبوت سے بغاوت ونفرت میں متحرک ومضطرب ہے اور اسی تڑپ کا نتیجہ ہے کہ آپ نے دور حاضر کے اس سب سے بڑے فتنہ کے خلاف جو مسلسل جہاد کیا ہے اس کی نظیر عرصہ تقریر وخطابت میں تو شاید مل جائے لیکن دنیائے تحریر وصحافت میں ہرگز نہیں مل سکتی۔ شورش کاشمیری سے مولانا نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ''اب ہم لوگ ایک تماشا ہیں اور آپ تماشائی۔ ہمارا زمانہ بیت گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی قلم ودوات کے وہ معرکے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ اب تو قافلہ حیات سکون کے ساتھ اپنا سفر پورا کر رہا ہے۔ ہمارے وقت کا آفتاب ڈوب گیا اور اس زمانہ کی صحبتیں لیل ونہار کے ساتھ ختم ہو گئیں۔''

اب جب کہ قلم اور دوات کے وہ معرکے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ ہم انہی معرکوں کے زمانہ کی ایک نظم عنوان بدل کر اپنے اس خاص نمبر کے زیب عنوان کر رہے ہیں۔ اس نمبر کے پس منظر کے پیش نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مولانا نے یہ نظم اسی نمبر کے لئے موزوں فرمائی ہے۔

کفر کا جھنڈا کریں گے آج مرزائی بلند — ہم بھی نکلیں ہاتھ میں لے کر قلم اسلام کا
غیب سے کانوں میں پہنچی ہے یہ اڑتی سی خبر — قادیاں کے سر پہ پھٹنے کو ہے بم اسلام کا
سر چھپائیں گے کدھر جا کر پرستاران کفر — جب عرب اسلام کا ہے اور عجم اسلام کا
دل گواہی دے رہا ہے ایک دن اس دیس میں — بھرنے والے ہیں تمام انسان دم اسلام کا
سر کو بیچا اور خریدی اپنے مولا کی رضا — اس تجارت ہی سے قائم ہے بھرم اسلام کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مرزا غلام احمد اور عشق خدا اور رسول
شرم تم کو مگر نہیں آتی!

از: مولانا سید نور الحسن بخاری

اخلاق وروحانیت کے لئے کتنا جانگسل اور روح فرسا ہے یہ حادثہ! کہ صرف رائی کا پربت اور پرکا کوا بنا کر پیش کیا جائے۔ بلکہ نرے جھوٹ کو بالکل سچ بنا دیا جائے۔ شرافت

وصداقت کی کتنی مظلومی اور مجبوری ہے کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا اپنے آپ کو اجالا ظاہر کرے اور کفر وباطل، حق واسلام کا نعرہ لگا کر میدان میں آ دھمکے۔ بدی نیکی کہلا کر نیکی کا منہ چڑائے اور شر، خیر کا روپ دھار کر خیر کے مقابلہ میں نکل آئے۔ جب زہر ہلاہل اور ستم قاتل پر آب حیات اور تریاق عراق کا لیبل لگا کر نہ صرف دنیا کو زہر دیا جائے بلکہ آب وتریاق کو چیلنج کیا جائے تو دنیا اور اہل دنیا کی بدنصیبی اور حق وصداقت کی مظلومی کی کوئی حد وانتہاء باقی رہ جاتی ہے؟

ہٹلر، گوئرنگ اور گوبلز اگر جھوٹ کو اس شدت وتکرار کے ساتھ دنیا میں نشر کریں کہ دنیا جھوٹ کو سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائے اور چرچل، سٹالن اور ٹرومین اس قدر وثوق واعتماد کے ساتھ کذب ودروغ کی اشاعت کریں کہ دنیا ان کو ٹرومین (سچا آدمی) سمجھنے لگ جائے تو یہ چیز اتنی تعجب خیز اور حیرت انگیز نہیں۔ کیونکہ آج کل کی سیاست کی بنیاد ہی دجل وفریب پر قائم ہے۔ لیکن جب دنیا یہ دیکھتی ہے کہ دینی حدود میں ایک سولہ آنے دشمن خدا ورسول کو عاشق خدا ورسول بنا کر دنیا کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو فرط حیرت سے انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی خدا، رسول خدا اور دین خدا سے عداوت وبغاوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ سورج کی طرح روشن اور ظاہر حقیقت ہے۔ کوئی عقل کا اندھا شپرہ چشم ہی اس میں شک وشبہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی کی ذات اقدس کی طرف جب چند بدقسمت اور بدنصیب دنیا کو دعوت دیتے ہیں تو مرزا قادیانی کو سب سے بڑا محب خدا، عاشق رسول اور خادم ومجدد دین بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض سادہ لوح اور بے خبر مسلمان اس دام تزویر وتلبیس میں پھنس کر مرتد ہو جاتے ہیں۔

لاہوری جماعت اور مولوی محمد علی

قادیانی اکابر تو اس بارے میں انسانیت وشرافت کی تمام حدود پھاند چکے ہیں۔ اس لئے وہ مرفوع القلم اور خارج عن البحث ہیں۔ لیکن لاہوری جماعت جو عام طور پر اس سلسلہ میں سنجیدہ اور شریف سمجھی جاتی ہے اس کا بھی یہ حال ہے کہ اس کے مبلغ اس کا پریس، اس کا امیر سبھی ہر وقت اور ہر موقع پر اس قسم کا دلآزار راگ الاپتے رہتے ہیں اور آئے دن ایک دشمن خدا اور عدو رسول کو عاشق خدا اور محبت رسول بنا کر پیش کرتے رہتے ہیں۔

جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی کا تو یہ حال ہے کہ انہیں مرزا قادیانی کے اسی عشق کے چرچے کا ہیضہ ہو گیا ہے اور ان کا عموماً کوئی خطبہ ایسا نہیں ہوتا جس میں وہ اس قسم کی مسلم آزار روش اختیار نہ کرتے ہوں۔ چند تازہ شواہد ملاحظہ ہوں:

حضرت مرزا صاحب کا عشق رسول

۸؍اپریل ۱۹۴۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں: "ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے بھی یہ نظارہ دیکھا کہ ایک شخص ہمارے سامنے اٹھا اور خدا کے لئے اسی عشق اور محبت کا جذبہ ہم نے اس کے اندر دیکھا جس کی طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ خدا جانتا ہے اسی جذبہ کی ایک جھلک...... ان آنکھوں سے ہم نے حضرت مرزا صاحب میں دیکھی جس کا اصل سرچشمہ ہمارے پیغمبر ﷺ ہیں۔ کس طرح دیکھا؟ گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آپ کو آتے ہیں اور آپ ہنس کر فرماتے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک بوری میں ڈالنا شروع کیا تھا۔ مگر وہ بہت جلد بھر گئی۔ اس لئے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن وہی شخص جو اپنے لئے گالیوں کی پرواہ تک نہیں کرتا وہی شخص جو اپنے متعلق گالیوں کو اس فراخدلی سے سن لیتا ہے جب نبی کریم ﷺ کے متعلق کوئی ایسا خط آجائے یا کوئی مضمون شائع ہو جس میں آپ پر حملہ ہو تو اس کی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور چین نہیں لیتے جب تک اس کا جواب نہ دے لیں۔" (پیغام صلح مورخہ ۲۰؍اپریل ۱۹۴۹ء)

ملاحظہ ہو کہ مرزا قادیانی کے عشق الٰہی کا راگ کس زور شور سے الاپا جا رہا ہے اور ثبوت یہ دیا ہے کہ گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آپ کو آتے ہیں اور آپ ہنس کر فرماتے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک بوری میں ڈالنا شروع کیا تھا۔ مگر وہ بہت جلد بھر گئی۔ اس لئے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن وہی شخص جو اپنے لئے گالیوں کی پرواہ تک نہیں کرتا وہی شخص جو اپنے متعلق گالی کو اس فراخدلی سے سن لیتا ہے جب نبی کریم ﷺ کے متعلق کوئی ایسا خط آجائے یا کوئی مضمون شائع ہو جس میں آپ کی ذات پر کوئی حملہ ہو تو اس کی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور چین نہیں لیتے۔ جب تک اس کا جواب نہ دے لیں۔ اللہ! اللہ!

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مولوی صاحب پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ آخر دنیا اس لچر اور پوچ بیان پر کیا کہے گی۔ اس لاف وگزاف پر حقیقت حال سے باخبر لوگ کتنا مضحکہ اڑائیں گے۔ آخر اس صریح غلط بیانی اور فضول کذب ودروغ پر مولوی صاحب کو کچھ شرم آنی چاہئے۔

پہلا جھوٹ

ان گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط میں سے کسی ایک کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے؟ کیا ہمارا یہ چیلنج قبول کیا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی سباب اعظم نے جن اکابر دین اور علماء ومشائخ

امت کو نام بہ نام بازاری گالیاں دی ہیں ان کی طرف سے ایک گالی پیش کی جائے جو مرزا قادیانی کو پہلے یا اس سب وشتم کے بعد دی گئی ہو۔ کیا ہمارا یہ چیلنج منظور کرنے کی ہمت وقوت ہے۔

پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

دوسرا جھوٹ

اگر مرزا قادیانی ''لوگوں کو گالیاں فراخدلی سے سن کر'' ہنس دیتے ہیں اور پرواہ تک نہیں کرتے تو پھر یہ مغلظات مرزا کس کا افتراء ہے۔ آخر مرزا قادیانی کی پاک تصنیفات میں یہ خرافات، یہ سوقیانہ سب وشتم یہ بدزبانی وگالی گلوچ کی نجاست اور غلاظت کس نے داخل کر دی ہے؟ جس کی ایک ہلکی سی جھلک ہم نے اسی نمبر کے صفحات پر دکھلائی ہے۔

تیسرا جھوٹ

آخری جھوٹ اور انتہائی کذب ودروغ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق کوئی مضمون شائع ہو۔ جس پر آپ کی ذات پر کوئی حملہ ہو تو اس کی غیرت جوش میں آ جاتی ہے اور چین نہیں لیتے۔ جب تک اس کا جواب نہ دے دیں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اس لئے اس صریح غلط بیانی اور غلیظ فریب کاری کا پردہ خود مرزا قادیانی کے ہاتھوں چاک ہوتا دیکھئے۔

سنئے اور جگر تھام کے سنئے! مرزا قادیانی لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں: ''بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی ﷺ پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور پلیدی سے اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے...... تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ کیونکہ ان احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو خدائے تعالیٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کئے اور نہایت بدذاتی ہو گی اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم سے ان نعمتوں کو فراموش کر دے جو اس گورنمنٹ کے ذریعے سے

مسلمانوں کوملی ہیں۔ بلاشبہ ہمارا جان ومال گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں فدا ہے اور ہوگا اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔" (آریہ دھرم ص۵۸،۵۹،خزائن ج۱۰ص۸۰،۸۱)

استغفر اللہ! العیاذ باللہ!!

شعور وفکر کی یہ کافری معاذ اللہ
فرنگ تیرے خیال و عمل کا ہے مسجود

بدن تھر تھرا اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ کس قدر جرأت وجسارت کا مظاہرہ ہے اور کس قدر بے باکانہ وگستاخانہ بیان ہے۔ چند روزہ مردود وملعون فرنگی حکومت کی جھوٹی خوشامد اور چاپلوسی کے مقابلہ میں سرور کائنات، سید الاولین والآخرین کی انتہائی توہین گوارا کر لیتے ہیں اور محسن گورنمنٹ کے پاس اور لحاظ میں مست ومدہوش ہو کر سید المعصومین پر زنا تک کے شرمناک الزام واتہام کا زہر شیر مادر کی طرح پی جاتے ہیں۔ بلکہ اس عیسائی گورنمنٹ کے قدموں پر جس کے عہد میں جس کی شہ پر اس کے ہم قوم عیسائی پادریوں نے اس قبیل کے دلدوز وجگر سوز اقدام کئے۔ نیک ذات مرزا قادیانی جان ومال فدا کرتے نظر آتے ہیں اور ایک لحہ کے لئے بھی اس گورنمنٹ کی نعمتوں کو فراموش نہ کرتے ہوئے ہر وقت غائبانہ اس کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ملعون فرنگی حکومت نہ رہی اور پاکستان بن گیا تو پھر مسلمانوں کو یہ نعمتیں کہاں نصیب ہوں گی اور حضور رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس واطہر پر پادریوں اور آریوں کی بدترین حملہ کی جرأت کیسے ہو سکے گی۔

حضرت مجدد وقت کے اس عظیم الشان کارنامے پر ہم سوائے اس کے اور کیا عرض کر سکتے ہیں۔

رخ صبح کلیسا پہ دل نثار نہ کر | جبین ملت بیضا کو داغدار نہ کر
روا ست دانش افرنگ را پرستاری | مگر ز احمد مرسل حیائے داری

مرزا قادیانی کے اس غیرت کش اور اخلاق سوز بیان سے جہاں مولوی محمد علی کی مندرجہ بالا صداقت اور حق گوئی کا بھانڈا برانڈرتھ روڈ کے چوراہے پر بری طرح پھوٹ کر چور چور ہو جاتا ہے۔ وہاں اس سے مرزا قادیانی کے عشق خدا اور عشق رسول کی حقیقت بھی عریاں ہو کر سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی بھر کے اس کیریکٹر سے عشق الٰہی کا وہ جذبہ اور عشق رسول کی وہ جھلک روز روشن کی طرح واضح ہو کر دنیا کے سامنے آجاتی ہے۔ جس کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجایا جاتا ہے اور شب وروز جس کا پریس اور پلیٹ فارم سے گیت گایا جاتا ہے۔

تعصیٰ[۱] الرسول وانت تزعم حبه
هذا لعمری فی الزمان بدیع
لوکان حبك صادقاً لا طعته
ان المحب لمن یحب مطیع

حضرت مسیح موعود کا عشق قرآن

دو ہفتے بعد ۲۲/اپریل کا خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق کہ ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے جو وقتاً فوقتاً امت میں پیدا ہوتی رہیں گی۔ ایک مصلح یا مجدد کو اللہ تعالیٰ بھیجتا رہے گا۔ چنانچہ پہلے بھی ایسے لوگ آتے رہے اور اس صدی کے سر پر بھی ایک مجدد آیا۔ اس کو اس قدر درد تھا۔ قرآن کے ساتھ اس قدر عشق تھا کہ دن رات قرآن پڑھتے تھے۔ اس کا پہلا کام یہ تھا کہ قرآن کو پڑھتا چلا گیا۔ مہینے گذرتے گئے۔ قرآن پڑھتے ہوئے آپ کے ملنے والوں کا بیان ہے کہ کئی ہزار مرتبہ قرآن آپ نے پڑھا خوب یاد رکھو پہلی بات یہ ہے جو امام وقت میں نظر آتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس قدر قرآن کے ساتھ عشق کیا ہے کہ اس کی دوسری نظیر اس امت میں نظر نہیں آتی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ یہ کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو لوگوں نے بڑا بڑا عشق کیا۔ لیکن قرآن کے ساتھ عشق مرزا قادیانی ہی نے کیا۔ قرآن کی عظمت کا وہ نقشہ آپ کے دل پر تھا کہ مخالفوں کو چیلنج کرتے کہ اسلام کی صداقت کا ہر دعویٰ اور اس کی ہر دلیل اور جتنے باطل مذاہب ہیں ان کے بطلان کے متعلق ہر دعویٰ اور اس کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔ آتھم کے مباحثہ میں بھی یہی بات آپ نے پیش کی تھی۔'' (پیغام صلح مورخہ ۴/مئی ۱۹۴۹ء)

پہلا افتراء

اس مختصر سے بیان میں مولوی صاحب کا پہلا جھوٹ تو یہ افتراء علی اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنا وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ قرآن میں کیا

---

[۱] تو رسول کریم ﷺ کی مخالفت اور بغاوت کو شعار بنا کر بھی حضور ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ واللہ یہ بات دنیا میں عجیب وغریب تر ہے۔ اگر تیرا عشق رسول کا دعویٰ سچا ہوتا تو حضور ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتا۔ بلاشبہ عاشق صادق اپنے محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

یا کسی گول مول[1] الہام میں یہ وعدہ جبرائیل علیہ السلام لایا یا ٹیچی؟

کاش مولوی صاحب اپنے جاہل جماعتیوں سے چندہ بٹورنے کی غرض سے انہیں اپنے ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام کو یوں دام تزویر و تلبیس نہ بناتے۔

حافظا مے خور درندی کن وخوش باش ولے دام تزویر مکن چو دگراں قرآن را

دوسرا جھوٹ

کیا مولوی صاحب اپنے سوا آپ کے ملنے والوں میں سے کسی ایک کا م بھی اس قسم کا بیان منظر عام پر لا سکتے ہیں کہ کئی ہزار مرتبہ قرآن آپ نے پڑھا۔ ایک دائم والمرض انسان جو بیچارہ مجموعہ امراض[2] اور مجسمہ علل[3] ہو جسے نیچے کے دھڑ کی بیماریاں جدا لاحق ہوں اور اوپر کے دھڑ کی جدا[4] عمر بھر جس کے جسم کا حصہ اسفل صحیح رہا ہو نہ حصہ[5] اعلیٰ۔ جو بیچارہ ایک ایک دن اور ایک ایک رات میں سو سو دفعہ پیشاب کرے[6]۔ جس بے چارے کو ہسٹیریا کے با قاعدہ دورے پڑیں[7]۔ جو بے چارہ مراق میں بھی مبتلا[8] ہو اور جس کا دل درست ہو نہ[9] دماغ۔ اس بے چارے کو روزانہ سوا دس پارے[10] قرآن پڑھنے کی فرصت ہی کب مل سکتی ہے۔

---

[1] مرزا قادیانی کا قول ہے: ”الہامی عبارت ذوی الوجوہ اور کچھ گول مول ہے۔“
(تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۸ حاشیہ)

[2] حکیم نورالدین کو لکھتے ہیں۔ ”مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ ص۱۴، مکتوبات احمدیہ ج۲ ص۲۶، مکتوب نمبر۱۰ جدید)

۲...... ”ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں جن کا نام مرزا احمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچھ مدبر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربے میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ، فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لئے اور نیز تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ ص۵۵، مکتوبات احمدیہ جدید ج۲ ص۵۶، مکتوب نمبر۳۵)

۳...... نواب صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔ ”کس قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں جیسے مشک، عنبر، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، سندل، کیوڑہ، زعفران یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفّی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا اور قوت باہ میں اس کو عجیب اثر ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۴ ص۱۰۵، مکتوبات احمدیہ ج۲ ص۲۵۰ جدید) (بقیہ حاشیہ جات اگلے صفحہ پر)

مولوی صاحب تو شاید فرمادیں کہ بایں ہمہ امراض وعلل حضرت صاحب تلاوت قرآن پاک سے غافل نہیں رہتے تھے۔ دست بکار دل بہ یار کے مصداق مجدد وقت بیمار وعلیل رہنے کے باوجود روزانہ ایک تہائی سے کچھ اوپر قرآن پڑھ لیتے تھے۔ آمنا وصدقنا! بجا ارشاد ہوا۔ لیکن اس کا کیا جواب ارشاد فرمایئے گا کہ حضرت صاحب خود فرما رہے ہیں کہ مجھ سے نفل طور پر ہزاروں قرآن تو کجا؟ فرض نماز میں قرأت قرآن بھی نہیں ہوسکتی۔ فرماتے ہیں: ''حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا...... نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس دفع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ہواللہ! بمشکل پڑھ سکوں۔ کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ ص۸۸، مکتوبات احمدیہ جدید ج۲ ص۱۰۱، مکتوب نمبر۶۵)

(بقیہ حاشیہ جات گذشتہ صفحہ) ۳؎ ''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء، اخبار بدر قادیان مورخہ ۷؍جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۸ ص۴۴۵)

۴؎ ''مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصے میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ دونوں بیماریاں قریب ۲۰ برس سے ہیں۔''

(نسیم دعوت ص۶۸، خزائن ج۱۹ ص۴۳۵)

۵؎ ''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو پیشاب آتا ہے۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰،۴۷۱)

۶؎ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں کہ: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۶، روایت نمبر۱۹)

۷؎ ''مراق کا مرض حضرت قادیانی کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا۔''

(رسالہ ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ء ص۱۰)

۸؎ ''میرا دل ودماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا...... میری حالت مردی کالعدم تھی۔'' (نزول المسیح ص۲۰۹ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۵۸۷)

۹؎ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات ہوگئی۔ اگر ہزاروں جمع کے صیغہ سے کم از کم تین ہزار ختم قرآن مراد لئے جائیں تو گویا مرزا قادیانی نے بایں ہمہ عوارض وامراض ۲۴ سال میں ۳۰۰۰ ختم قرآن کئے...... یعنی سوا دس پارے روزانہ۔

تیسرا الزام واتہام

سرنہاں کہ عارف وزاہد بہ کس نہ گفت
درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

تیسرا شرمناک الزام بطل حریت نقاش پاکستان حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کی ذات گرامی پر ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ یہ کہا کہ قرآن کے ساتھ عشق مرزا قادیانی ہی نے کیا۔ "ان ھذا الا بھتان عظیم "اور مولوی صاحب یہ بہتان عظیم باندھتے ہیں اس لئے جری ہیں کہ علامہؒ اس دنیا میں موجود نہیں۔ اس لئے تردید کا بھی خوف وخطر نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت نے یہ کس سے کہا اور کب کہا؟ اگر صرف مولوی صاحب سے کہا اور عالم خلوت میں کہا تو مولوی صاحب اب تک...... جب کہ دنیا علامہ کو اس رنگ سے پیش کرتی رہی کہ وہ نہ صرف مرزا قادیانی کو کذاب ودجال کافر ومرتد سمجھتے ہیں بلکہ ان کے جملہ متبعین کو بھی خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی۔ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں...... کیوں علامہؒ کی اتنی زبردست شہادت مرزا قادیانی کی صداقت میں چھپائے بیٹھے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ نقاش پاکستانؒ سے پاکستانیوں کی عقیدت طوفان بڑھتا اور چڑھتا دیکھ کر اس طرف سے اپنے چندہ دینے والوں کو مطمئن کرنے کے لئے مولوی صاحب نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے اور علامہؒ کی ذات پر ان کی وفات کے بعد یہ شرمناک بہتان والزام تراشا ہے۔ ورنہ علامہ کے عقائد وخیالات مرزا قادیانی اور مرزائیت...... قادیانی ولاہوری پارٹی دونوں کے متعلق کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس نمبر میں ہم حضرت ممدوح کے دو مضامین شائع کر رہے ہیں، جن سے ان کے افکار عیاں ہیں۔

اللہ اللہ! جب انسان خوف خدا سے بے پروا اور دنیا کی لعن طعن سے بے لحاظ ہو جاتا ہے تو پھر اس کے منہ میں جو کچھ آتا ہے بکتا چلا جاتا ہے اور اتنا بھی نہیں سوچتا کہ آخر دنیا کیا کہے گی؟

کہاں تو علامہ اقبالؒ کا یہ فیصلہ کہ:

۱...... "قادیانیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے...... حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے۔"

(حرف اقبال ص۱۲۳)

۲...... "اب احمدیت کی روح پر غور کرنا ہے۔ اس کے ماخذ اور اس امر کی بحث کہ قبل اسلام

مجوسی تصورات نے اسلامی تصوف کے ذریعہ بانی احمدیت کے ذہن کو کس طرح متاثر کیا۔ بے حد دلچسپ ہوگی۔"
(حرف اقبال ص ۱۵۲)

گویا مرزا قادیانی اسلام وقرآن سے یکسر نابلد اور سراسر یہودیت اور مجوسیت کے حلقہ بگوش ہیں۔

اور کہاں مولوی صاحب کا یہ ارشاد کہ: "علامہ مرحوم اس دنیا میں مرزا قادیانی ہی کو عاشق قرآن مانتے تھے۔"

فرمایئے! ان دونوں میں باہم کوئی ربط ومماثلت ہے؟ اور پھر اس پر بس نہیں۔ اس خطبہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ: "اقبال کے اشعار کے اندر جو قرآن کی روح ہے وہ حضرت مرزا صاحب ہی کے تاثرات ہیں۔"

العیاذ باللہ! "اقبال کے کلام میں مرزا صاحب کے تاثرات" کیا اس سے بڑھ کر کوئی بہتان والزام اور کذب وافتراء ہوسکتا ہے اور ہم اس کے جواب میں لعنت اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا عرض کر سکتے ہیں۔

کہاں تو بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی سے متعلق علامہؒ کا یہ ارشاد جو جاوید نامہ (ص ۲۳۵) میں شائع ہو کر شرق وغرب، عرب وعجم کے کروڑوں آدمیوں کی نگہ سے گذر چکا ہے اور لاکھوں آدمیوں کے سینے میں محفوظ اور زبان پر شب وروز مذکور ہے۔

آں زایراں بود وایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ وایں از جہاد
سینہ ہا از گرمی قرآن تہی
از چنیں مرداں چہ امید بہی

اور کہاں جناب مولوی صاحب کی یہ "صدری اور سینکی" روایت کہ دنیا میں صرف مرزا قادیانی ہی عاشق قرآن تھے۔
(رواہ مسلم یعنی مولوی محمد علی)

اسی خطبہ میں علامہؒ سے متعلق متعدد اور غلط بیانیاں ہیں جن سے بحث کرنا اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ہم تو صرف یہ دکھلا رہے ہیں کہ لاہوری جماعت کے امیر کس طرح سفید جھوٹ بول کر مرزا قادیانی کے عشق الٰہی اور عشق رسول اور عشق قرآن کے افسانے دنیا کو سنا رہے ہیں۔

فریب خوردگی یا فریب کاری؟

شیشہ ے بغل میں پنہاں ہے
لب پہ دعویٰ ہے پارسائی کا

مولوی صاحب کی ان صریح غلط بیانیوں، دروغ بافیوں اور صاف کذب وزور سے قطع نظر، اب ہم جناب مولوی صاحب سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا قرآن کے ورد اور قرآن سے عشق کے لئے یہی کافی ہے کہ روزانہ اس کی تلاوت کر لی جائے اور اس کی عظمت کے لئے یہی بس ہے کہ اسے آتھم کے ساتھ مباحثہ میں پیش کر دیا جائے۔ کیا مولوی صاحب بایں ہمہ قرآن دانی، قرآن کے موضوع اور مقصد سے ہی اتنے بے خبر اور اس بارے میں خود فریب نفس میں مبتلا ہیں یا سب کچھ جان بوجھ کر دنیا کو فریب دے رہے ہیں؟ بہرحال "وما قدروا الله حق قدره"

کیا ایک نبی یا مجدد کے واسطے قرآن کریم اس واسطے آیا ہے کہ صرف اسے پڑھ لیا جائے یا اس کو ہاتھ میں لے کر مخالفین کو چیلنج کیا جائے۔ باقی رہی ساری عملی زندگی سو اس میں پوری شدومد کے ساتھ قرآن کے حکم کا کھلا خلاف کیا جائے۔ اخلاق، سیاست، تمدن، معاشرت الغرض زندگی کے کسی شعبہ میں قرآن کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا جائے۔ اسلام کے اس نظام حیات کو جس کو قرآن اس دنیا میں لایا ہے۔

گلدستۂ طاق نسیاں بنا دیا جائے اور اس کے سولہ آنے الٹ اور بخط مستقیم خلاف انگریزی نظام کے گورے بھورے بت کو ساری عمر چوماچاٹا جائے۔ انگریزی حکومت کی اطاعت کو عین اسلام قرار دے کر گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کو اسلام اور خدا اور رسول کی سرکشی گردانیں[1] اور خود اسلام اور خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت سے مرتے دم تک سرکشی کریں۔ فرنگی آئین کی بدل وجان اطاعت کو تو شرائط بیعت[2] میں جگہ دی جائے اور اسلامی آئین کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

---

[1] "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کے جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔" (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ج۳، خزائن ج۶ ص ۳۸۰)

[2] "اطاعت گورنمنٹ...... میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط...... کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔" (ضمیمہ کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰)

انگریزی نظام کو رحمت اور برکت قرار دے کر اس کی پرستش کی جائے۔ لیکن اسلامی نظام کو پامال ونظر انداز کر کے اسلامی اصول میں کیڑے نکالے جائیں اور اصل اصول اسلام...... جہاد...... کو برتر اور حرام ٹھہرایا[1] جائے۔ رائج الوقت کافرانہ نظام حکومت کی بقاء وقرار اور توسیع وترقی کے لئے تو رات دن دعائیں مانگی جائیں اور متروک ومجبور قرآن کے مفلوج ومجروح نظام حیات کو پھر بروئے کار لانے کا کبھی بھولے سے بھی دل میں خیال نہ پیدا ہو۔

چھپ کر او غیر کے گھر رات کو جانے والے
کبھی بھولے سے ہی آجا میرے کاشانے میں

اور پھر اس پر بس نہیں۔

آخر عشق ومحبت بھی جلنا تو نہیں
خاک پروانہ پہ دیکھو ابھی کیا کیا گذرے

خلاف قرآن فرنگی نظام کو متزلزل اور کمزور کرنے والے مخلص قومی کارکنوں کی جاسوسی[2] کی جائے اور مسلم لیگ کو اس جرم کی پاداش میں کشتنی وگردن زدنی قرار دیا جائے کہ یہ ایک دن انگریز سے لڑ کر اس کا پنجہ استبداد واستعمار مروڑ ڈالے گی اور ملک کو آزاد کر کے اس میں قرآنی نظام

---

[1] ''انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ یادرکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔''
(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۴)

[2] ''یہ نقشہ اس غرض سے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں...... ہم نے اپنے محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں...... لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی...... ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔''
(تبلیغ رسالت ج پنجم ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷،۲۲۸)

کو بروئے کار لانے کے امکانات[1] پیدا کردے گی۔

کیا اسی کا نام عشق قرآن ہے؟ یہی عشق الٰہی ہے۔ یہی ولایت ہے اور یہی مجددیت۔

گر دلی انیست لعنت بردلی

اگر اسلامی شریعت کے احیاء و نفاذ اور قرآنی نظام کے اجراء و استقرار کی ہر ممکن مخالفت اور فرنگی حکومت کی بقاء و حفاظت غیر اسلامی نظام کے استحکام و دوام اور مخالف قرآن آئین کے قرار قیام کی ہر ممکن دوڑ دھوپ کا نام ہے۔ عشق خدا و رسول اور عشق قرآن اور اسی کا نام ہے۔ قرآن کا درد اور قرآن کی عظمت کا احساس اور قرآن کے محاسن کا علم تو واقعی اس کی دوسری نظیر اس امت میں نظر نہیں آتی اور پھر تو حکیم الامتؒ نے بجا فرمایا ہے کہ قرآن کے ساتھ یہ عشق مرزا قادیانی ہی

---

[1] مسلم لیگ کی انتہائی مذمت...... میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) ملنے کے لئے تشریف لے گئے...... ان افسر صاحب نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے؟...... فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاسیات میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں۔ کانگریس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ آج آپ کا خیال یہ تھوڑے دنوں تک لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے۔“ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ماہ جنوری ۱۹۲۰ء)

دوسری شہادت بھی ملاحظہ ہو۔ الفضل قادیان میں ہے: ”ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے حقیقی مصلح اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود مہدی آخرالزمان علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو مرزا قادیانی نے اس کے نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے۔ مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے بلند رہیں جن کے نتائج نہ تو ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا حاصل کیا۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۸ رجنوری ۱۹۱۶ء)

نے کیا۔ لیکن اگر قرآن کے نزول اجلال کا بھی کوئی منشا ومقصد ہے اور یہ کلام الٰہی اپنے منشاء ومقصد کے پیش نظر ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی زندگی کی باگیں میرے ہاتھ میں دے دو اور پورا آئین حیات میری آیات بینات میں تلاش کرو تو پھر مرزا قادیانی کے اس عشق قرآن سے بڑھ کر اور کوئی نسخ قرآن اور اس نوعیت کی محبت خدا اور رسول سے زیادہ اور کوئی معصیت خدا در سول متصور و ممکن نہیں۔

ترجمان حقیقت کا یہ ارشاد حقیقت کی کتنی صحیح ترجمانی ہے۔

ہستی مسلم ز آئین است وبس	باطن دین نبی این است وبس
تو ہمی دانی کہ آئین تو چیست	زیر گردوں سر تمکین تو چیست
آں کتاب زندہ قرآن حکیم	حکمت او لایزل است وقدیم
نسخۂ اسرار تکوین حیات	بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
نوع انساں را پیام آخریں	حامل او رحمۃ للعالمین
اے گرفتار رسوم ایمان تو	شیوہ ہائے کافری زندان تو
قطع کردی امر خود را در زبر	جادہ پیمائی الی شئی نکر
گر تو می خواہی مسلمان زیستن	نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

آہ! علم و خبر کی پستی اور فکر و نظر کی گراوٹ کہ آج اخلاق و دیانت، سیاسیات و معاملات غرض عملی زندگی کے شیطانی نظام حیات پر مر مٹنے والے اور قرآن کے نظام رحمانی اور رسول خدا کی شریعت اسلامی کو بروئے کار لانے کے جملہ وسائل و ذرائع کی منظم طور پر شرمناک مزاحمت کرنے والے سب سے بڑے عاشق خدا عاشق رسول اور عاشق قرآن کے لباس میں منظر عام پر لائے جاتے ہیں۔ بانسوں اچھالے جاتے ہیں۔ آہ! قرآن کی مظلومی کہ آج قرآن پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والے کے حق میں کہا جاتا ہے کہ: "اس قدر قرآن کے ساتھ عشق کیا کہ اس کی دوسری نظیر اس امت میں نظر نہیں آتی۔" یعنی قرآن سے یہ عشق خلفائے راشدین کو تھا۔ نہ اصحابؓ رسول کو۔ اہل بیت رسول کو تھا۔ نہ آل رسول کو۔ تابعین کو تھا نہ ائمہ مجتہدین کو اور اگر تھا تو صرف مجدد وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کو۔

آہ! ذوق جعفرؓ کاوش رازیؒ نہ ماند	آبروئے ملت تازی نہ ماند
تنگ بر ما رہگوار دین شد است	ہر لئیمے رازدار دیں شد است

اے کہ از اسرار دیں بیگانہ با یک آئیں ساز اگر فرزانہ
از یک آئینی مسلماں زندہ است پیکر ملت ز قرآں زندہ است

الغرض قرآن ایک ضابطۂ حیات ہے اور آئین ملت اور اسے اپنی ساری زندگی کے جملہ گوشوں کونوں پر نگرانی وحکمرانی کا حق دینے کا نام ہے۔ اسلام! صرف قرآن کو پڑھ لینے، اسے مناظروں میں پیش کر دینے اور پھر اخلاق وسیاست معیشت ومعاشرت، معاملات بلکہ عبادات تک میں اس کی رہنمائی پر اعتماد نہ کرنے کا نام اسلام نہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق ومحبت کا دعویٰ کر کے عملی زندگی کی کسی شاہراہ پر محمد رسول اللہ کی قیادت قبول نہ کرنا اور زندگی کی باگیں انگریزی کے گورے ہاتھوں میں دے دینے کا نام اسلام نہیں۔ یہ اسلام سے بغاوت ہے۔ اس کا نام کفر ہے۔ اسی کا نام منافقت ہے اور یہی سب سے بڑی آفت ہے۔ انگریز قرآن کا کھلا دشمن ہے اور دین کا کھلا معاند ومخالف۔

اس نے اپنے دور اقتدار واستبداد میں دین کو مسل ہی نہیں دیا، کچل دیا۔ دین کی رگ حیات کاٹ کر رکھ دی۔ پرسنل لاء کے نام سے نکاح وطلاق اور بے روح سجدہ ونماز کی آزادی دے کر اسلام کے پورے نظام اور قرآن کے پورے آئین کو انگریز نے معطل اور پورے قرآن کو منسوخ کر کے رکھ دیا۔

مجدد وقت کی دانش وبصیرت ملاحظہ ہو کہ انہوں نے اس ملعون اور مردود صورت حالات کو خدا کی رحمت وبرکت سمجھا۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

انہیں انگریز کے دربار سے مسیحیت ومجددیت کی کرسی مل گئی۔ انہوں نے اسے غنیمت سمجھا اور اس میں کوئی قباحت نہ دیکھی کہ۔

اولی الامر ہے صاحب اقتدار
مجدد فقط اس کا سائیں ہے

بہرحال یہ الم انگیز اور دردناک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے بایں ہمہ بلند بانگ دعاوی اسلام کو آزاد اور متروک ومجبور قرآن کے مجروح ومفلوج نظام حیات کو پھر سے بحال کرنے کی ادنیٰ سی کوشش بھی نہ کی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ذہن وفکر کی اس حد تک کبھی رسائی بھی نہ

ہوئی تھی وہ ساری عمر میں اپنی سیٹ[1] کے لئے لڑتے جھگڑتے رہے۔ انہیں اس طرف گوشۂ چشم التفات...... مبذول کرنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔

فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

وہ قرآنی نظام کو درہم برہم کرنے والے انگریز کی خوشامد و چاپلوسی اور اسلامی آئین کو زیروزبر کرنے والے فرنگی اقتدار و استعمار کے استحکام واستقرار کے لئے انتہائی سرگرمی سے کوشاں اور ساعی رہے۔ مگر جب ان کے علی الرغم اس کا خاتمہ بالخیر ہوگیا اور انگریز بستر گول کر گیا تو ان کے خلفاء انہیں سب سے افضل رسول اور کم از کم امت میں سب سے بڑا عاشق قرآن اور سب سے اعلیٰ مجدد اسلام بتانے لگے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

آخری ڈھٹائی

یہ تو تمہید کرم ہے دل خوں گشتہ ابھی
دیکھ کیا کیا نگہ یار کے احساں ہوں گے

یہ بہت بڑی ڈھٹائی اور ستم آرائی سہی۔ لیکن انتہائی نہیں۔ ستم ظریفی کی انتہاء یہ ہے کہ جب قائداعظم اور اسی مسلم لیگ نے جس پر مرزا قادیانی کا نزلہ گرا تھا اور اسی لئے گرا تھا کہ کبھی یہ ہمارے محسن اور مہربان اولی الامر اور ظل اللہ سے اقتدار چھینے گی۔ بزور بازو انگریز سے اقتدار چھینا اور بفضلہ تعالیٰ پاکستان بن گیا تو یہ اسلام کے دشمن اور مسلم لیگ کے بدترین معاند اور تقسیم ملک وقیام پاکستان کے اشد مخالف، شرم وحیا کی آنکھیں بند کر کے:

۱...... خود پاکستان ہی کو مرزا قادیانی کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپ کی نبوت وامامت کا ثمرہ بتلانے لگے۔ اس کی وزارت خارجہ، اس کے فوجی عہدوں سول کی اعلیٰ ملازمتوں اور بڑی بڑی اسامیوں پر چھاگئے۔ پاکستان کی جائیداد کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ لاہور، کراچی، سیالکوٹ وغیرہ مرکزی مقامات پر اچھی سے اچھی کوٹھیاں، فیکٹریاں، دکانیں اور اچھے سے اچھے نفع بخش ادارے

---

[1] مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں: ”حدیث میں مسیح موعود کے متعلق ایک نبی اللہ کا لفظ آگیا تھا۔ جس کو صاف کرنے (کیونکہ یہ ارشاد رسول غیر صاف تھا۔ مدیر) حضرت مسیح نے اپنی ساری عمر گزار دی کہ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نبی (حضرت عیسیٰ۔ مدیر) نہیں بلکہ اس امت کا محدث اور مجدد (حضرت مرزا صاحب۔ مدیر) ہے۔“ (پیغام صلح ص۲، مورخہ ۷ رجون ۱۹۴۳ء) لیجئے! مرزا قادیانی کو سیٹ مل گئی۔ مدیر!

اور کارخانے انہوں[1] نے ہتھیا لئے اور وہ بدنصیب مسلمان مہاجر جن کے گوشت پوست جن کے لہو اور ہڈیوں سے پاکستان کا گل گارا بنا، منہ دیکھتے رہ گئے اور پھر یہ نہ سمجھئے کہ مہاجرین ہی نے پاکستان کی دولت لوٹی ہے۔ نہیں! حضرات انصار بھی اس مال غنیمت کی غارت گری میں مہاجرین سے پیچھے نہیں رہے۔

میاں صاحب خطبہ جمعہ (۲۹ر نومبر ۱۹۴۸ء) میں ان اسرار نہاں کو یوں بیان دعیاں کرتے ہیں: "میں مغربی پاکستان والوں کو لیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل کیا ہے۔ انہوں نے اس طرف اپنی جدئداد کا کوئی حصہ نہیں چھوڑا۔ لیکن اس طرف انہوں نے دوسروں کے ساتھ (اخلاقی اور آئینی دونوں اعتبار سے ناجائز اور حرام ذرائع سے۔ مدیر) برابر کا حصہ لیا ہے۔ سینکڑوں ایسے آدمی ملتے ہیں جن کی پہلے کوئی جائیداد نہیں تھی۔ اب وہ کارخانوں کے مالک بن گئے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ہندوستان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ فسادات میں وہ یہاں آ گئے تا کہ لوٹ[2] مار میں ان کو حصہ مل جائے۔ بہت سے شہروں میں ایسا ہوا ہے۔ بہرحال اکثر کی اقتصادی حالت پہلے سے بہت اچھی ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۴۸ء ص ۵، کالم ۴)

قادیانی سیاست، ہندوستان اکھنڈ رہے

یہ تو ہوئی نچلے طبقے کی پاکستان نوازی۔ اب ذرا اوپر کے طبقے کی پاکستانی دوستی ملاحظہ ہو۔ ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی امت نے تقسیم ملک اور پاکستان کے قیام کی اشد مخالفت کی ہے۔ ہم نے اس صحبت میں مرزائیت کو ننگا کر کے اس کے اصلی رنگ و روپ میں اسے

---

[1] میاں محمود احمد صاحب ۲۶ر نومبر کو خطبہ جمعہ میں بیان فرماتے ہیں: "اب اکثر دوست آباد ہو چکے ہیں اور ان کی مالی حالت آگے سے بہت اچھی ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کی بچی ہوئی تجارتیں اور کارخانے انہیں مل گئے ہیں اور ان میں سے بعض آگے سے دس دس بیس گنے زیادہ کما رہے ہیں۔ مجھے بعض لوگوں کا حال معلوم ہے۔ مشرقی پنجاب میں اگر وہ سات آٹھ ہزار کا مال لٹا کر آئے تھے تو آج وہ آٹھ دس لاکھ کے مالک بن گئے۔ ایک شخص کے متعلق میں نے سنا ہے وہ قادیان کا ایک تاجر تھا۔ چھابڑی پر چیز رکھ کر بیچا کرتا تھا...... اس نے بائیس ہزار کی موٹر خرید لی ہے...... اکثر حصہ غرباء کا ہے جو ہزاروں سے لکھ پتی بن گئے۔" (الفضل ۵ر دسمبر ۱۹۴۸ء)

[2] کیا کمشنر صاحب نو آبادیات امام جماعت احمدیہ ہی کے اس بیان و اظہار کی روشنی میں دولت پاکستان کی اس صریح غارت گری اور لوٹ مار کی تحقیقات کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

[3] کیا اس سلسلہ میں حکومت پنجاب اپنا فرض محسوس کرے گی۔ (مدیر)

پیش کرنے کی دیانتدارانہ کوشش کی ہے اور ہم نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے دلائل میں مرزا قادیانی اور اکابر مرزائیت کے اقوال معہ حوالہ پیش کئے ہیں تا کہ کسی کو انکار وروگردانی کی گنجائش اور فرار کی جگہ ہی نہ ملے۔ گو اس طرح افتتاحیہ طویل تو ہو گیا ہے۔ جس کے لئے ہم حضرات قارئین سے معذرت خواہ ہیں...... لیکن ہمارا کیس مضبوط اور نا قابل تردید ہو گیا ہے۔ اچھا لیجئے! ذرا ہمارے اس دعویٰ کی جو بظاہر ایک الزام واتہام نظر آتا ہے...... تصدیق میں حضرت خلیفۃ المسیح مصلح موعود میاں صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے الہامی ارشادات سن لیجئے۔

فسادات مارچ ۱۹۴۷ء کے بعد ۳ را پریل کو مجلس عرفان میں میاں محمود احمد صاحب نے ارشاد فرمایا: ''جہاں تک میں نے ان پیش گوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیش گوئیاں جو ہندوؤں کے متعلق ہیں اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً جے سنگھ بہادر، مرزا غلام احمد کی جے اور رائے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے...... اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ مشکل کام ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں...... بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۵ را پریل ۱۹۴۷ء)

پاکستان کی پیٹھ میں چھرا، اگر پاکستان بن گیا تو ہم اسے جلد مٹادیں گے

پھر اسی پر بس نہیں اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے پیش نظر اسی پر بس ہونی بھی نہیں چاہئے۔ بلکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے منشاء اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف بوڑھے قائد اعظم کی ہمت وقوت اور ان کی غلط[1] اور فضول قیادت میں

---

[1] ''ہندو مانیں نہ مانیں مسلمان مانیں نہ مانیں، انگریز مانیں نہ مانیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس نے احمدیت (فتنہ مرزائیت) کو قائم کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اب سوائے احمدیت اور سوائے احمدیت کے رہنما کے پیچھے چلنے کے کوئی علاج ان مشکلات کا نہیں...... بے شک آج دنیا ہمارے مشورے کو قبول نہ کرے لیکن ہمارے لئے وقت مقدر ہے جب وقت آئے گا تو دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہماری رہنمائی ہی صحیح رہنمائی تھی۔'' (خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۶ رنومبر ۱۹۴۶ء، ص ۴)

مسلم لیگ کی سرگرم جدوجہد اور ملت اسلامیہ کی جانفشانی وقربانی سے جو پاکستان بن گیا ہے اس کا صفحۂ ہستی پر قائم رہنا مرزائیت کے مذہب حقہ کے بطلان کی دلیل ہے۔ لہٰذا اس کو (خاک بدہنش) صفحۂ ہستی سے مٹا دینے اور پھر سے ہندوستان میں مدغم کر کے اکھنڈ ہندوستان بنانے کے منصوبے باندھے جاتے ہیں اور اسی مجلس عرفان کے اس بیان میں کہا جاتا ہے: ''ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے...... بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔''

(ارشادات مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ الفضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۳، کالم ۱،۲)

سوال یہ ہے کہ مرزا محمود کے ان ناپاک عزائم، ان ملعون منصوبوں اور ان کی جماعت کی ان خلاف پاکستان سرگرمیوں کے پیش نظر ملت پاکستانیہ اور حکومت پاکستان کا بھی کوئی فرض ہے یا نہیں؟ کیا ان دشمن پاکستان عناصر کی حوصلہ افزائی کی جائے گی؟ اور ان کی ملعون سازشوں ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں کو پھلنے پھولنے اور بارآور ہونے کی اجازت دی جائے گی؟ تا آنکہ یہ فتنہ قیامت بنکر سامنے آ جائے۔

قرارداد مقاصد احمدی نقطۂ نگاہ کی تفسیر ہے، وزیر اعظم اور علامہ عثمانی مجدد وقت کے مقلد ہیں

اور صرف اسی پر بس نہیں کہ مرزا قادیانی کی ساری تاریخ اور انتہائی گھناؤنی تصویر بھلا کر انہیں پاکستان کا جنم داتا قرار دیا۔ بلکہ شرم وغیرت کی آنکھیں بند کر کے قرارداد مقاصد کے پاس ہونے پر یہاں تک کہہ دیا کہ یہ بھی مرزا قادیانی کے خواب کی تعبیر ہے اور آپ کے نقطۂ نگاہ کی تفسیر۔

۱...... لاہوری قادیانیوں کے آرگن ''پیغام صلح'' کا افتتاحیہ (۴ مئی) ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں: ''کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے وزیر اعظم پاکستان کی قرارداد مقاصد اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے تائیدی بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ ان دونوں میں انہی خیالات کو احسن پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلۂ احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ مثلاً قرآن اور سنت کو سب چیزوں پر مقدم کر کے انہیں پر دستور حکومت کی بنیاد رکھنا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے سوائے اور کسی کا اصول نہیں تھا۔ آج اسی اصول کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد میں دستور حکومت کی اساس ٹھہرا کر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مجدد وقت کا فرمان بالکل صحیح اور ہر طرح لائق تقلید ہے۔''

اس حق گوئی اور صداقت پر ہم مدیر محترم پیغام صلح کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے کے بعد اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو صرف یہ دعا! کہ حق تعالیٰ حکومت پاکستان کو اسلامی شریعت کی پوری اتباع اور حضرت مجدد وقت کی کامل تقلید کی توفیق مرحمت فرمائے تاکہ یہ ہر کذاب و دجال مدعی نبوت وارشاد اور مزعم وحی والہام کو نبی اور مجدد ماننے والے باغی دین اور مرتد عن الاسلام کو داخل جہنم اور واصل سقر ہونے کی بشارت سنا وے۔ آمین!

۲...... حضرت امیر جماعت مولوی محمد علی صاحب کا ارشاد بھی سن لیجئے۔ ۱۱رمارچ کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

قرارداد مقاصد اور ہمارے وزیراعظم

یہ جو پاکستان کی اسمبلی میں آئین بنانے کے لئے قرارداد مقاصد وزیراعظم نے پیش کی ہے میں نے پچھلے ہفتے اس کے متعلق بتایا تھا کہ وہ احمدی نقطۂ نگاہ کی صحیح تفسیر ہے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور حضرت مجدد

یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے۔ اب ذرا فرمایئے۔ یہ خیال کہاں سے آیا؟ کیا مرزا قادیانی سے پہلے بھی کوئی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نام لیتا تھا؟ کیا جو شخص آج سے پچاس سال پہلے جب ان چیزوں کو ناممکنات میں سے سمجھا جاتا تھا ان خیالات کو لے کر اٹھا، اس کی مجددیت میں کلام ہوسکتا ہے؟

نہ حضرت مولانا! کس کی مجال ہے کہ اس کی مجددیت میں شک کرے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

لیکن آخر یہ کیا معمہ ہے کہ فرنگی کے کافرانہ نظام کے حق میں خداداد نعمت (تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۲)، سایہ عاطفت، سایہ رحمت، اولی الامر منکم محسن حکومت گورنمنٹ محسنہ، مبارک دولت برطانیہ، گورنمنٹ انگریزی کی بدل وجان اطاعت، گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر، دام اقبالہ (تبلیغ رسالت حصہ ہفتم ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۲)، تاج عزت عالی جناب مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا (کشف الغطاء ص۱، خزائن ج۱۴ص۱۷۹)، اپنے اور اپنے دینی کارناموں کے متعلق خود کاشتہ پودا، پچاس الماریاں، پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات (ستارۂ قیصرہ ص۳، خزائن ج۱۵ص۱۱۴)، سرکار انگریزی کی راہ میں (باوجود حرمت جہاد وقتال۔ مدیر) اپنے خون بہانے اور جان دینے والے (تبلیغ رسالت جلد ہفتم، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۷۱) حرز سلطنت اے ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند ہم

عاجزانہ ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ (تحفہ قیصریہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۷) اور جہاد کے متعلق جہاد کے غلیظ خیالات، احمقوں کے دلوں کو خراب کرنے والے دین کے لئے حرام ہے۔ اب جنگ اور قتل، اسلام کو بدنام کرنے والا بدتر مسئلہ جہاد...... اور اولیائے اللہ علمائے دین اور عامتہ المسلمین کے حق میں ولدالحرام، حرامزادے، کنجریوں کی اولاد، کنجر، ولدالزنا، نطفہ سفہاء، شترمرغ، بھیڑیے، کتے، سور، بچھو، شیطان، مردود، ملعون، کمینے، بدبخت، بدذات، بے حیا، مردار خور، یہودی عیسائی، فرعون وغیرہ الہامی اقوال وارشادات اور نبوی القابات واعزازات تو ہزاروں بار سن سن کر دنیا کے کان پک گئے۔

اسلامیوں کے کان میں ناسور پڑ گئے
سن سن کے قادیانیوں کی بدزبانیاں

لیکن ایک نظام حیات کی حیثیت سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کسی نے کبھی کوئی لفظ نہ سنا۔ ان ناقابل انکار حقائق وواقعات اور زندہ وپائندہ نظائر ومشاہدات کے بعد بھی اگر میاں صاحب محمود احمد، مرزا قادیانی کو اولوالعزم نبی اور سب سے بڑا رسول بتلائیں اور مولوی صاحب محمد علی حضرت صاحب کو مجدد وقت امام الزمان، ساری امت میں بے نظیر عاشق قرآن ورسول اور پاکستان کا جنم داتا اور قرآنی نظام حیات کا سب سے پہلا داعی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سب سے پہلا نقاش ومصور اور محرک ومبلغ قرار دے کر آپ کو قرارداد مقاصد کا سرچشمہ اور وزیراعظم پاکستان محترم لیاقت علی خان اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو حضرت صاحب کا مرید اور مقلد ٹھہرائیں تو اس ستم ظریفی پر ہم تو وہی کچھ عرض کریں گے جو اس کلام کے سرآغاز پر عرض کر چکے ہیں۔ یعنی۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ایں چہ بوالعجبی است

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ حقیقت کا انکشاف تعجب وحیرت کا باعث ہوگا۔ ہمارے یہ مہربان جو محترم وزیراعظم اور حضرت شیخ الاسلامؒ کو حضرت مسیح موعود کی چوکھٹ پر جھکاتے نظر آتے ہیں۔ ان کا اپنا یہ حال ہے کہ حضرت صاحب کی تعلیمات کے تصور سے شرماتے۔ ان کے اہم ارشادات کو نوک زبان پر لانے سے کتراتے اور سرقرطاس لکھنے سے گھبراتے ہیں۔ اسی انگریز کی خدمت واطاعت کو لیجئے جو بالفاظ مرزا قادیانی، مرزا قادیانی کا سرمایۂ حیات اور باعث صد ہزار فخر ومباہات کارنامہ ہے۔ جو ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ یہ لوگ اس کا ذکر تک زبان وقلم پر نہیں لاتے اور انگریز کا نام سن کر عروس نو کی طرح شرمندہ اور شرفگندہ ہو جاتے ہیں۔ اسی پیغام صلح ہی

میں ہے: ''جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا باقاعدہ اجتماع جو ۱۸۹۲ء میں منعقد ہوا اس کی کیفیت آئینہ کمالات اسلام میں درج ہے۔ اسی کیفیت میں لکھا ہے۔ آئندہ بھی اس جلسہ کے یہی مقاصد ہوں گے...... نہ اس گورنمنٹ برطانیہ کا سچا شکر گزار اور قدر دان بننے کی کوشش اور تدبیریں کی جائیں۔''
(پیغام صلح ص ۶، مورخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۴۳ء)

اب ہر سال قادیانی اور لاہوری جماعتیں یہ سالانہ جلسہ منعقد کرتی ہیں۔ (چناب نگر قادیانی جلسہ پر اب حکومت پاکستان نے پابندی لگادی ہے۔ مرتب!) الفضل اور پیغام صلح میں کئی ماہ پہلے پروپیگنڈا ہوتا ہے۔ امیر جماعت اور امام سلسلہ خطبے پر خطبہ دیتے ہیں۔ جلسے کے دوسرے مقاصد کے متعلق زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ مگر اس اہم مقصد کو زبان وقلم پر نہیں لاتے۔ نہ جلسوں کے پروگرام میں اس مقصد عظیم کے متعلق کسی تقریر کے لئے دو چار منٹ وقت رکھا جاتا ہے۔ امیر جماعت اور امام سلسلہ سے لے کر معمولی مبلغین تک نوجوانوں، بوڑھوں، بلکہ بچوں اور عورتوں تک کی بیسیوں تقریریں ہوتی ہیں۔ کسی ایک پروگرام میں امیر اور امام کی نہ سہی کسی معمولی مبلغ کی کوئی ایک تقریر اس مقصد عظیم کے متعلق دکھلادو۔ کسی مرد کی نہیں بلکہ بچہ کی تقریر میں ایک لفظ کی نشاندہی کردو۔ جس میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی شکر گزاری اور قدردانی کی کوشش اور تدبیریں مذکور ہوں۔ نہیں دکھلا سکتے۔

پیغام صلح ہر سال جب اپنے سالانہ جلسہ کا پروپیگنڈہ کرتا ہے تو دوسرے مقاصد کے بیان کرتے ہوئے اس اہم مقصد کو وغیرہ وغیرہ کر کے پی جاتا ہے۔ چنانچہ اسی پرچہ میں لکھتا ہے: ''جماعت کے پیش نظر وہی مقاصد رہے ہیں جو کہ حضرت بانی تحریک احمدیہ کے مقاصد تھے اور آج اس جماعت کا سالانہ اجتماع بھی اسی روح اور تڑپ کے ساتھ منعقد ہوتا ہے جو آج سے نصف صدی قبل اس جماعت کا مطمح نگاہ اور نصب العین تھا۔ یعنی آئندہ بھی اس سالانہ جلسہ کے یہی مقاصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نومسلمین، امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں اور دنیا میں نیک چلنی، تقویٰ طہارت اور اخلاقی حالات کو ترقی دینے اور اخلاق اور عادات رذیلہ اور رسوم قبیحہ کو قوم میں سے دور کرنے کی کوشش اور تدبیریں کی جائیں۔ وغیرہ وغیرہ!''
(ایڈیٹوریل پیغام صلح ص ۶، مورخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۴۳ء)

اب ذرا امیر جماعت کی اخلاقی جرأت ملاحظہ ہو:

مولوی محمد علی صاحب اسی جلسہ کا پروپیگنڈا کرتے ہوئے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود کے دعویٰ کا اعلان کیا اور ۱۸۹۱ء میں ہی آپ نے

سب سے پہلے سالانہ جلسہ کا اعلان کیا اور اس کے مقاصد میں اس بات کو رکھا کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے وسائل سوچے جائیں اور وہاں کے نومسلموں کی ہمدردی کے وسائل سوچے جائیں...... آپ نے فرمایا کہ آئندہ بھی اس جلسہ کے یہی مقاصد ہوں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی کو نومسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں۔"

(پیغام صلح ص ۲،۳ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ء)

غور فرمایئے! کہ جہاں مولوی صاحب اپنی طرف سے مرزا قادیانی کے بیان فرماتے ہوئے مقاصد جلسہ کی تعبیر کرتے ہیں وہاں بھی گورنمنٹ برطانیہ کی سچی شکر گذاری کی کوششوں کا ذکر تک نہیں کرتے اور جہاں خود مرزا قادیانی کی عبارت نقل کرتے ہیں وہاں بھی گورنمنٹ برطانیہ کی قدردانی کی تدبیریں سوچنے کو حذف کر دیتے ہیں۔ علماء یہود تو الفاظ پر ہاتھ رکھ کر چھپالیا کرتے تھے۔ مگر یہاں تو الفاظ لائے ہی نہیں جاتے۔

اعتذار و درخواست

آخر میں احمدی حضرات سے حق گوئی پر معافی چاہتا ہوں۔

مری زبان پہ حق بات آج آ ہی گئی
خطا معاف کہ مجبور گفتگو ہوں میں

الحمدللہ! کلمۂ حق کا اعلاء ہوگیا۔ ہم مطمئن ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ہماری طرف سے اتمام حجت ہوگیا۔ اب یہ احمدی دوستوں کا فرض ہے کہ وہ جذبات سے خالی ہوکر ہمارے ان معروضات پر غور اور اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں۔ جس پر آخرت کی فوز وفلاح اور عاقبت کی نجات وعافیت کا دارومدار ہے۔ آخر ایسے نبی یا مجدد پر ایمان لانے سے کیا حاصل؟ جس کے ارشادات والہامات کہنے سننے اور پڑھنے لکھنے سے آدمی کو دنیا میں شرم آئے اور جو قبر وحشر میں بھی کام نہ آئے۔

توبہ کار کسے مے آئی
بہ کناز کسے مے آئی
بہ چہ امید مے تواں مردن
بہ مزار کسے مے آئی

اسلام کی تبلیغ اہل حق کی تنظیم اور اہل باطل کی تردید سے دلچسپی رکھنے والے ہر دوست کو تنظیم اہل سنت کی خریداری فوراً قبول فرمالینی چاہئے۔ (بخاری)

قادیانی اور مولانا اختر

از: حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب مدظلہ العالی!

فروری ۱۹۳۴ء کی بات ہے جب قادیانیوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کو مرتد کرنے کی مردود کوشش کی تو اکابر ملت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مسجد مبارک میں تقریریں کیں۔ جس پر حکومت نے حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب مدظلہ، حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا عبدالحنان اور احمد یار خان صاحب سیکرٹری مجلس احرار اسلام کو مقید و محبوس کر دیا۔ ایک دن مولانا ظفر علی خان سے ایک قیدی نے شکایت کی کہ جیل والے اسے اتنے دانے دیتے ہیں کہ پیسے نہیں جاتے۔ حضرت مولانا نے اپنے رفقاء کو بلالیا اور سب حضرات نے باری باری چکی پیس کر وہ باقی دانے ختم کر دیئے۔ اس دوران میں مولانا اخترؒ نے حضرت مولانا سے ارشاد کی درخواست کی تو ارتجالاً حضرت مولانا کی زبان پر یہ شعر آ گئے۔ جو تا حال کسی کتاب میں شائع نہیں ہو سکے۔ حضرت مولانا اخترؒ کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہیں۔ (مدیر)

غلام احمد بھلا کیا جان سکتا ہے کہ دیں کیا ہے ۔۔۔ رموز علم الاسماء چہ داند ذوق ابلیسی
ادھر توحید کی باتیں ادھر تثلیث کی گھاتیں ۔۔۔ میری فطرت حجازی ہے سرشت اس کی ہے انگلیسی
یہ کہہ کر حق جتادوں گا محمد کی شفاعت پر ۔۔۔ کہ آقا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی
مقابل قادیانی ہو نہیں سکتے ہیں اختر کے ۔۔۔ پڑے گا ایک ہی تھپڑ تو جھڑ جائے گی بتیسی
ہوا جب علم کا چرچا دیا فتویٰ یہ مرزا نے ۔۔۔ ہمارا علم ہے دریا کہ نام اس کا ہے سائیسی
ہے امرتسر سے مغرب کی طرف مینارۂ مرزا[1] ۔۔۔ یہ نکتہ حل کریں مرقد سے اٹھ کر آج ادریسی[2]

(ستارہ قیصرہ تحفی خورد ص ۲)

حکومت قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے

از: نقاش پاکستان ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ!

اخبار اسٹیٹس مین نے علامہ اقبال کا بیان قادیانی اور جمہور مسلمان شائع کیا اور اس پر اپنے اداریہ میں تنقید بھی کی۔ مندرجہ ذیل خط اس کے جواب میں لکھا گیا اور ۱۰ رجون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں طبع ہوا۔

---

۱ ''قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور سے گوشہ جنوب مغرب میں واقع ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

۲ مشہور جغرافیہ دان۔

علامہؒ پاکستان کے نقاش اوّل ہیں۔آپ نے آج سے پورے چودہ سال پیشتر اجنبی اقتدار اور فرنگی عہد حکومت میں ''قادیانی جماعت ایک علیحدہ اقلیت ہے'' کا نعرہ بلند کیا اور ہندوستان کی انگریزی حکومت سے جو خود اس فتنہ کی بانی تھی مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔آہ! کس قدر دردناک اور عبرت انگیز ہے یہ حقیقت! کہ آج جب کہ علامہؒ کے ذہن ودماغ کے نقوش صفحہ گیتی پر ابھر آئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ جمہور مسلمانوں کی اپنی حکومت بن گئی اور اس نے قرارداد مقاصد پاس کر کے اسلام کا کلمہ بھی پڑھ لیا۔قادیانیت نہ صرف اسلامی رنگ وروپ میں باقی ہے۔بلکہ جسد اسلام کا ناسور بنتی جا رہی ہے۔ علامہؒ کی روح کس قدر مضطرب اور بیقرار ہو اگر اسے علم ہو جائے کہ علامہ کے نہاں خانہ دماغ کا تصور وتخیل بعونہ تعالیٰ جب عملی شکل اختیار کر کے پاکستان بن گیا تو اس پاکستان کی پہلی مرکزی حکومت کا پہلا وزیر خارجہ اس دشمن ایمان اور غدار اسلام جماعت کا ایک فرد بنایا گیا۔جس جماعت کو علامہ نے لاہور کے ایک تعلیمی ادارہ، انجمن حمایت اسلام، سے خارج کر کے انجمن کی تطہیر کی تھی اور اس وقت تک نہ تو چین لیا اور نہ کشمیر کمیٹی کی رکنیت قبول کی تھی جب تک اس کے صدر خلیفہ قادیان رہے۔علامہؒ نے تب اطمینان کا سانس لیا جب کشمیر کمیٹی اس غیر مسلم عنصر سے پاک ہوگئی۔کاش! کہ حکومت پاکستان اقبالؒ کی انجمن حمایت اسلام اور اقبال کی کشمیر کمیٹی کی طرف اقبال کی حکومت پاکستان کو اس غدار عنصر سے پاک کر کے اقبال کی روح کو بھی خوش کرتی۔جس کی قبر کو پھولوں کی چادر سے ڈھانپا جا رہا ہے اور جس کی یاد میں پاکستان کے طول وعرض میں یوم اقبال منایا جاتا ہے۔اقبال سے پیار کرنا یوم اقبال منانا، اقبال کے فلسفہ حکومت علم اور فکر کی صحت وصداقت اور وسعت ورفعت پر فخر وناز کرنا مگر اقبالؒ کے مسلک ومذہب کو عملاً ٹھکرا دینا انصاف واخلاص کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔(مدیر)

''میرے بیان مطبوعہ ۱۴؍مئی ۱۹۳۵ء پر آپ نے تنقیدی اداریہ لکھا۔اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں جو سوال آپ نے اپنے مضمون میں اٹھایا ہے وہ فی الواقعہ بہت اہم ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس سوال کی اہمیت کو محسوس کیا۔میں نے اپنے بیان میں اسے نظر انداز کر دیا تھا۔کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے۔خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ

قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی قدم اٹھائے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکھوں کے متعلق رویہ سے بھی تقویت ملی۔ سکھ ۱۹۱۹ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی جماعت تصور نہیں کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے بعد ایک علیحدہ جماعت تسلیم کر لئے گئے۔ حالانکہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔

اب چونکہ سوال پیدا کیا ہے میں چاہتا ہوں اس مسئلہ کے متعلق جو برطانوی اور مسلمانوں کی ...... کے زاویۂ نگاہ سے نہایت اہم ہے۔ چند معروضات پیش کروں۔ آپ سے علیحدہ ہیں کہ میں واضح کروں کہ حکومت جب کسی جماعت کے مذہبی اختلافات کو تسلیم کیوں کرتی ہے۔ تو میں اسے کس حد تک گوارا کر سکتا ہوں۔ سو عرض ہے کہ:

اوّلاً...... اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔

میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو۔ تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ جائیں۔

ثانیاً...... ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیا............ سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ.......... اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا دین کے بنیادی اصولوں سے انکار۔ اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔ کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔

ثالثاً...... اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟

علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵٦۰۰۰ (چھپن ہزار) ہے انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلاسکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے بھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔

ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کے لئے کیوں انتظار کررہی ہے؟

(حرف اقبال ص ۱۳۵ تا ۱۳۸، بحوالہ اخبار اسٹیٹس مین مورخہ ۱۰؍جون ۱۹۳۵ء)

تلمیحات

از: طالوت!

حضرت طالوت تاریخ صحافت میں اپنی جگہ بنا چکے ہیں۔اخباری حلقوں میں آپ کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں۔شاید قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ شروع ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ میں جب تنظیم کا پہلا پرچہ شائع ہوا تو اس کے لئے حضرت طالوت نے نظم لکھی تھی۔مگر اس کے بعد آپ نے ہمیں اس طرح بھلا دیا کہ آج تک کبھی بھول کر بھی یاد نہ فرمایا اور ڈیڑھ سال کی طویل مدت میں تنظیم کے لئے ایک لفظ بھی نہ لکھا۔مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت و نبوت کا یہ تازہ نشان ملاحظہ ہو کہ کل ہم نے تنظیم کے "مرزا غلام احمد نمبر" کا اعلان کیا اور آج طالوت صاحب دفتر میں تشریف لے آئے۔یعنی آپ کے اشعار و تلمیحات ہمیں موصول ہوگئے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آخرت میں ہمیں ضرور اس خدمت پر اجر عظیم حاصل ہوگا اور "غلام احمد نمبر" کی اشاعت پر ہمیں سرور عالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔رہی دنیا سو اس میں اس کار خیر کی یہی جزا کیا کم ہے کہ ہمیں ایک بچھڑا ہوا یار پورے ڈیڑھ سال کے بعد مرزا قادیانی کی برکت سے گھر بیٹھے پھر مل گیا۔امید ہے کہ اب یہ وصال پھر کبھی مبدل بہ فراق نہ ہوگا اور حضرت طالوت پورے تنظیم کو نہ سہی اس کے تلمیحات کو ضرور اپنالیں گے۔(مدیر)

بازاری دوائی فروشوں کو آپ نے بارہا دیکھا ہوگا جو اپنی دوائی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ دوائی اس قدر مفید اور ذی اثر ہوتی ہے کہ دنیائے جہاں کے امراض میں اس سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے۔آپ کو پیٹ میں درد ہے تو وہ اچھا خاصہ چورن ہے۔آپ دانتوں کے مرض میں مبتلا ہیں تو وہ بنا بنایا منجن ہے۔آپ کو آنکھوں کی تکلیف ہے تو وہ سرمہ نور چشم ہے۔کھانسی،نزلہ،زکام،بخار،غرضیکہ کچھ ہی کیوں نہ ہو وہ دوائی ہر مرض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور پھر قیمت اتنی کم کہ آدمی کو بغیر لئے چارہ نہیں رہتا۔

بعینہ اسی طرح بازاری قسم کے نبیوں کے الہام ہوتے ہیں۔ربڑ کی طرح پھیلنے اور بڑھنے کی خاصیت کے حامل ہر قسم کی تاویل کو برداشت کے قابل۔جہاں چسپاں کردو ہیں چپک جانے والے،موم کی ناک کی طرح ہر طرف مڑ جانے والے۔نہ موسم کی خصوصیت اور نہ مکان و زمان کی قید۔جب چاہو اور جہاں چاہو مداری کے تھیلے میں سے ایک عدد الہام نکالو اور پکار اٹھو۔

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

(تذکرہ ص ۵۴۱، طبع سوم)

انگریز کہیں ہارے یا جیتے، بغداد مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ جنگ عظیم چھڑ جائے یا ختم ہو جائے۔ بہار میں زلزلہ آئے۔ کوئٹہ میں خدا کا عذاب نازل ہو، امان اللہ جائے اور نادر خان آئے۔ غرض دنیا میں کہیں کوئی اہم یا غیر اہم واقعہ یا حادثہ ہو جائے۔ پھر بہار آنے اور خدا کی بات پھر پوری ہونے میں قطعاً کوئی دیر نہیں لگتی۔ جبھی تو کہا گیا ہے۔

قسم ہے قادیاں کے گلرخوں کی گلعذاری کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

یہ نہ خیال فرمائیے کہ یہ ربڑی الہام موسم بہار کے واقعات پر ہی چسپاں ہو سکتا ہوگا۔ مئی، جون کی چلچلاتی ہوئی دھوپ اور جنوری فروری کی کپکپا دینے والی سردی دونوں اس کارگاہ الہام میں بہار کا حکم رکھتی ہیں اور تو اور یہاں تو خود خزاں بھی بہار سمجھی جاتی ہے۔ بھلا جہاں الہام کے زور سے مشی فی النوم اور مشق شناوری تک کو عین ایمان ثابت کیا جا سکتا ہو۔ وہاں خزاں کو بہار بنانا کون سا مشکل کام ہے۔

قیاس کن گلستان من بہار مرا

ایسا ہی امرت دھارا قسم کا ایک الہام جو پہلے بھی کئی جگہ کام دے چکا ہے اور ہنوز تو بہ نو ہے یہ ہے۔ "کمترین کا بیڑا غرق۔" (تذکرہ ص ۶۸۳، طبع سوم)

مشرقی پنجاب میں جس طرح خاکسار کمترین غلام احمد متنبی قادیان کی امت کا بیڑا غرق ہوا۔ وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں مگر بارگاہ خلافت میں نہ اب تک بہار آئی اور نہ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ آخر یہ کیوں؟ جب واقعتاً کووک قادیان نے "از غلط بر ہدف زند تیرے" کہہ دیا ہے تو پھر اب شرمانے یا للچانے کا کیا موقع ہے۔ پہلے کی طرح حیا کی آنکھیں بند کر کے اب بھی پکار اٹھیے کہ دیکھیے حضرت مرزا قادیانی کتنے سچے تھے۔ مشرقی پنجاب کے سانحات کا جب کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ آپ نے ان واقعات کا ذکر کس قدر بلیغ انداز میں فرما دیا تھا۔ "کمترین کا بیڑا غرق" (تذکرہ ص ۶۸۳، طبع سوم)

اور اگر آپ یہ دعویٰ کر دیں تو آج کس کو یہ طاقت ہے کہ آپ کی اس بات کو جھٹلا سکے۔
بھائی "یہاں تو ہم بھی قائل ہو گئے۔" ہمارا یہ ایمان سہی کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمہ کذاب کا بروزاتم تھے اور عمر بھر کبھی انہوں نے سچ بولنے کی کوشش نہیں کی۔ مگر ان کا یہ فقرہ (آپ الہام کہہ لیجئے) بہر حال سچا ثابت ہو گیا ہے کہ: "کمترین کا بیڑا غرق" (تذکرہ ص۶۸۳، طبع سوم)
اور پھر کمترین کے کفر کا بیڑا غرق بھی ایسا ہوا کہ اب ہر قسم کی سازشیں بھی اسے پھر ابھارنے سے قاصر ہوئی جاتی ہیں۔ ہاں!

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

(تذکرہ ص۵۴۱، طبع سوم)

کمترین کا بیڑا غرق

از: طالوت!

مشرقی پنجاب سے آنے کے بعد
قادیاں کا کعبہ ٹیڑھا ہو گیا

میرزا صاحب کا ہے الہام ٹھیک
کمترین کا غرق بیڑا ہو گیا

مرکزیت دی ابولولو نے چھوڑ
عشق بھی جی کا بکھیڑا ہو گیا

ڈاردن صاحب کی بندر بانٹ سے
کمتریں کا غرق بیڑا ہو گیا

ان میں حرب و ضرب کی ہمت کہاں
ان کو کافی اک تھپیڑا ہو گیا

وہ چپت آ کر پڑی رخسار پر
کمتریں کا غرق بیڑا ہو گیا

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و امامت اور تعلیمات کے متعلق نقاش پاکستان حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ اور بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علی خان کے ارشادات

حاسدان تیرہ باطن کو جلانے کے لئے
تجھ میں اے پنجاب اقبال و ظفر پیدا ہوئے

(ظفر علی خان)

نقاش پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کے ارشادات

گفت دین را رونق از محکومی است　　　زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد　　　رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد

(مثنوی پس چہ باید کرد ص ۲۹)

قادیانی نبوت؟ برگ حشیش

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہہ　　　مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر　　　فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے　　　یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

(ضرب کلیم ص ۵۴)

انگریز کی پرستار امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے　　　حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق　　　جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست　　　زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے　　　فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

بہاء اللہ ایرانی اور غلام احمد قادیانی

آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد　　　آں زحج بیگانہ و ایں از جہاد
سینہ ہا از گرمی قرآں تہی　　　از چنیں مرداں چہ امید بہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے — دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟ — مسجد میں اب یہ وعظ ہے بیسود و بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں — ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل — کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد سے — دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال وفر کی حفاظت کے واسطے — یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے — مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر؟

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگذر

مہدیٔ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس — خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار
پیران کلیسا ہوں کہ شیخان حرم ہوں — نے جدت گفتار ہے نے جدت کردار
ہیں اہل سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ — شاعر اسی افلاس تخیل میں گرفتار
دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت — ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علی خان کے احساسات

لیکن اس دیں کی ہے شرط کہ خوش ہو انگریز — جس کا اقبال جہاں میں علم افراشتہ ہے
سوکھ جائے نہ کہیں میری نبوت کا درخت — یہ وہ پودا ہے کہ سرکار کا خود کاشتہ ہے

مادیان قادیان

میں نے دی اس کو لگام اور ہو گیا اس پر سوار — ورنہ کس کو مانتی تھی مادیان قادیاں
جو مجاور ہیں بہشتی مقبرہ کے آج کل — بیچتے پھرتے ہیں گھر گھر استخوان قادیاں
صرف غائب نحو عنقاء اور سلاست ناپدید — ان سب اجزا سے مرکب ہے زبان قادیاں

اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تاباندھے آزار ۔۔۔ یہ کہ "تا" ہے شاہکار شاعران قادیاں
لوگ حیراں تھے کہ جب پھیکا ہے پکوان اس قدر ۔۔۔ ہوگئی پھر اتنی اونچی کیوں دکان قادیاں
جو فروشی کے لئے گندم نمائی شرط ہے ۔۔۔ تھا بڑا ہی کائیاں بازار گان قادیاں
کیا سلوک ان سے روا رکھتے ہیں منکر اور نکیر ۔۔۔ قبر میں خود دیکھ لیں گے منکران قادیاں

منکر ختم نبوت

منکر ختم نبوت ہو رہا ہے قادیاں ۔۔۔ آ گیا وقت جہاد ایمان کا خنجر نکال
کہہ دو مرزا سے کہ خاک کعبہ اڑ سکتی نہیں ۔۔۔ اپنے دل سے تمنائے جنوں پرور نکال
کائنات آنگن ہے اس کی اور ہے چھت عرش بریں ۔۔۔ تو بھی کوئی گھر نکال اس سے مگر بہتر نکال
اس کو ڈھا کر دوسرا گھر شوق سے بنوا مگر ۔۔۔ ابن آذر سے کوئی معمار بھی بڑھ کر نکال
سورج اس کا آئینہ ہے چاند اس کی شمع ہے ۔۔۔ تو بھی اک گھر جس سے یوں روشن ہوں بام و در نکال

پناہ بخدا

نبی کے بعد نبوت کا ادّعا ہو جسے ۔۔۔ ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ
ٹیچی ٹیچی ہے ادھر اور ادھر غلام احمد ۔۔۔ ہزار بار ان آفات سے خدا کی پناہ
خدا بچائے ہمیں ان کے ساتھ ملنے سے ۔۔۔ منافقوں کی موالات سے خدا کی پناہ
بنے جو باپ خدا کا اور اس کی بیوی بھی ۔۔۔ ہر ایسے مسخرے کی ذات سے خدا کی پناہ

قادیانی اور لاہوری

قادیاں ہو کہ ہو لاہور بچو دونوں سے ۔۔۔ اس طرف ہوتی ہے ایں اس طرف آں ہوتا ہے
شعلہ اٹھتا ہے اگر اس سے الوہیّت کا ۔۔۔ تو بلند اس سے نبوت کا دھواں ہوتا ہے
ہیں خدا ان کے نصاریٰ یہ ہیں بندے ان کے ۔۔۔ وہیں ہوتے ہیں یہ انگریز جہاں ہوتا ہے

اسلام اور فقط اسلام

قادیانی جو اڑے پھرتے ہیں ان کا کیا ہے ۔۔۔ بال گورے کا، رواں گورے کا، پر گورے کا
فقط اسلام ہی دنیا میں ہے طاقت ایسی ۔۔۔ ناطقہ بند جو کر سکتی ہے ہر گورے کا

اسی اللہ کے بندے کو مسلماں سمجھو ڈگرے کا ہو جسے خوف نہ ڈر گورے کا

منکر ختم نبوت کا حشر

جان سکتا ہے وہی مرزائیوں کی عاقبت جس کے ہے پیش نظر حشر ثمود انجام عاد
منکر ختم نبوت کے مقدر میں ہے درج ذلت و خواری ورسوائی الیٰ یوم التناد

صوت الحمیر

کان والو انکرالاصوات ہے صوت الحمیر گر یہ ڈھیچوں ڈھیچوں سننی ہے تو جاؤ قادیاں
عیسیٰ مریمؑ کو گالی قادیاں دے لے مگر یاد رکھے اس کی بھی ہیں نانیاں اور دادیاں

''قادیانیت اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔'' (حرف اقبال ص ۱۲۳)

قادیانی اور جمہور مسلمان

از: نقاش پاکستان ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ!

''ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب ملتے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بناء کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی۔ اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے اور چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اسی لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے۔ جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ سمجھے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔

انسان کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیا کے مؤبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔مؤبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل نہایت لازم تھا۔چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔غالباً یہ انتظار نفسیاتی حظ کا باعث تھی۔عہد جدید کا انسان روحانی طور پر مؤبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔مؤبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان کی جگہ مذہبی عیار نئی جماعتیں لاکھڑی کرتے۔اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جوشیلے ملا نے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قبل اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے ویسی تحریک کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھ سکتا۔جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث بنے۔

اس سے قبل اسلامی مؤبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔لیکن مؤخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل وغیرہ کا عقیدہ۔یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔روح مسیح کا تسلسل، یہودی باطنیت کا جز ہے۔پولی مسیح بال شیم (Bal Shem) کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر بوبر کہتا ہے۔"مسیح کی روح پیغمبروں اور صالح آدمیوں کے واسطہ سے زمین پر اتری۔"

اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے ضروری تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی مؤبدانہ تصور میں ملتا ہے۔یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اوّل کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔

اس حیرت انگیز واقعہ کو پروفیسر ونسنک نے اپنی کتاب موسومہ "احادیث میں ربط" میں نمایاں کیا ہے۔ یہ کتاب احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کے تین اوّلین تاریخی شواہد پر حاوی ہے اور یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ اسلام نے اس اصطلاح کو کیوں استعمال نہ کیا؟ یہ اصطلاح انہیں غالباً اس لئے ناگوار تھی کہ اس سے تاریخی عمل کا غلط نظریہ قائم ہوتا تھا۔ خالی ذہن وقت کو مدور حرکت تصور کرتا تھا۔ صحیح تاریخ عمل کو بحیثیت ایک تخلیقی حرکت کے ظاہر کرنے کی سعادت عظیم مسلمان مفکر اور مؤرخ یعنی ابن خلدون کے حصہ میں تھی۔

ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم کے لئے بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملا زدہ کا خطاب دیا تھا اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے باہمی عاری کر دیا۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اگر سر ہربرٹ ایمرسن مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ موجودہ زمانے کے ایک فرنگی کے لئے جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو اس کے لئے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کے اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

ہندوستان میں حالات بہت غیر معمولی ہیں۔ اس ملک کی بے شمار مذہبی جماعتوں کی بقا اپنے استحکام کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ جو مغربی قوم یہاں حکمران ہے اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ مذہب کے معاملہ میں عدم مداخلت سے کام لے۔ اس پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے۔ جتنا حضرت مسیح کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن کے تحت تھا۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کے ماتحت ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنے اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔

اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ

اناالحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

میں قدامت پسند ہندوؤں کے اس مطالبہ کے لئے پوری ہمدردی رکھتا ہوں جو انہوں نے نئے دستور میں مذہبی مصلحین کے خلاف پیش کی ہے۔ یقیناً یہ مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے پہلے ہونا چاہئے تھا جو ہندوؤں کے برعکس اپنے اجتماعی نظام میں نسلی تخیل کو دخل نہیں دیتے۔ حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہئے اور اس اہم معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے عام مسلمان کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے سوا چارۂ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین کرتے پائے اس کے دعاوی کو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔

اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطۂ نظر سے باغی ہے حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔ اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بے شمار مذہبی فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کا فتویٰ ہی دیتے ہیں۔

ایک اور چیز بھی حکومت کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے عموماً بیزار ہوتے لگتے ہیں اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو ہی اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا جس کی شکل روس کی دہری مادیت سے ملتی جلتی ہوگی۔

(حرف اقبال ص ۱۲۱ تا ۱۲۷)

مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت کی طرف سے مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کو

غیر مشروط مناظرہ کا کھلا چیلنج

چھپ کر او غیر کے گھر رات کو جانے والے
کبھی بھولے سے ہی آ جا مرے کاشانے میں

ہم مسیحیوں کو چیلنج کرتے ہیں نہ یہودیوں کو۔ ملحدوں کو دعوت مناظرہ دیتے ہیں نہ دہریوں کو۔ کیونکہ ان کا کفر مسلمہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو غیر مسلم مانتے ہیں۔ مسلمان بھی انہیں غیر مسلم جانتے ہیں اوران کی دعوت وتبلیغ کا شکار نہیں ہوتے۔ لیکن احمدی ہم انہیں روز اوّل سے برابر چیلنج کر رہے ہیں اور ہماری تخلیق کا مقصد ونشا ہی براہین ودلائل سے ان کا ناطقہ بند کر دینا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کے رنگ وروپ میں دنیا کے سامنے آتے ہیں اور مسلمان بن کر صرف مسلمانوں کو مرتد کرنے سے نہیں شرماتے۔ نقاش پاکستانؒ کے فکر اور رائے اور ملت اسلامیہ پاکستانیہ کے متفقہ مطالبہ کے مطابق آج امت مرزائیہ ایک غیر مسلم اقلیت بن کر ہمارے سایہ عاطفت میں رہنے کا اعلان کر دے۔ آج ہم انہیں چیلنج کرنا بند کر دیں گے اور انہیں پاکستان میں انگریز کے ”ظل رحمت“ سے زیادہ مذہبی آزادی ہوگی۔

لیکن جب تک یہ اپنے غیر اسلامی قد وقامت پر اسلامی جامہ ولباس پہن کر آئیں گے اور احمدی بن کر محمدیوں کو متاع ایمان لوٹنے کی مردود وملعون کوشش سے باز نہیں آئیں گے تب تک امت مسلمہ اور ملت پاکستانیہ کا دینی اور تبلیغی نمائندہ ادارہ ”مرکز تنظیم اہل سنت“ برابر ان کے اسلام وایمان کو چیلنج کرتا رہے گا اور ان کا اخلاقی فرض ہوگا کہ ہماری موجودگی میں کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، ڈھاکہ یا پاکستان کے کسی دوسرے شہر یا قصبہ میں دنیا کے سامنے مرزا قادیانی اور اپنے اسلام وایمان کا ثبوت پیش کریں۔ (مدیر)

جناب میاں صاحب! آپ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لانے کے جرم میں کافر مانتے ہیں۔ چنانچہ سر ظفر اللہ خان نے کراچی میں دولت خداداد پاکستان کے بانی اور اپنے ذاتی محسن قائداعظم مرحومؒ کا جنازہ نہ پڑھ کر مرزا قادیانی اور آپ کے اس فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ہر وہ مسلمان جو قادیانی نبوت کا قائل نہیں ہے

کافر ہے اور اس کا جنازہ ناجائز اور حرام ہے۔ خواہ وہ قائداعظم ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کفر و اسلام کا سوال ہے اور اس پر آخرت کی نجات و فلاح کا انحصار ہے۔ اس لئے ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم افہام و تفہیم سے اس مسئلہ کو اگر سلجھا سکتے ہیں تو سلجھائیں اور مسئلہ کی بنیاد مرزا قادیانی کے صدق و کذب پر باہم گفتگو کریں۔

کیا آپ مرکز تنظیم کی یہ مخلصانہ درخواست قبول فرمائیں گے؟

ہم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور خود آپ کے لٹریچر سے یہ ثابت کر دیں گے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت صحیح نہیں ہے اور آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد ظلی، بروزی، پوری، ادھوری، لفظی، معنوی، وہبی، کسبی، تشریعی، تفریحی ہر قسم کی نبوت کا مدعی دجال و کذاب ہے اور اس پر ایمان لانے والے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اگر آپ ہماری یہ مخلصانہ دعوت قبول فرمائیں تو ''الفضل'' میں مقام تاریخ اور وقت کا اعلان فرمادیں اور ہمیں بھی مطلع کر دیں تاکہ ہم بروقت مقام متعینہ پر پہنچ جائیں اور دنیا کے سامنے حق و باطل کو کھول کر رکھ دیں اور اگر آپ میں حق و صداقت کے مقابل آنے کی ہمت و جرأت نہ ہو تو پھر آپ کا اخلاقی فرض ہوگا کہ آپ اندھیری قبر اور روز محشر کا خیال کر کے بھولے بھالے مسلمان کو مرتد کرنے کی مہم ترک فرمادیں اور آپ نے اپنے ہر جماعتی کو بہرحال کم از کم ایک مسلمان کو مرزائی بنانے کا جو حکم دے رکھا ہے اسے واپس لے لیں۔

آپ کا خیر اندیش، منتظر جواب، مہتمم ''مرکز تنظیم اہل سنت'' چوک جھنڈا (لوہاری دروازہ) لاہور!

ختم نبوت ایک ایسا مہتم بالشان مسئلہ اور اسلام کا اصل الاصول ہے کہ آنحضرت سید المرسلین ﷺ کے ساتھ دوسرے انبیاء و رسول اور خیر امت کے ساتھ سابقہ اقوام و امم اور زندوں کے ساتھ مردوں اور صاحب نطق و بیان انسانوں کے ساتھ بے زبان حیوانوں نے بھی اس کی شہادت دی۔ اس حقیقت کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ اسلام اور ایمان کے بنیادی مسائل و عقائد میں کوئی مسئلہ اور عقیدہ اس قدر سے زیادہ ظاہر و باہر زیادہ واضح و مبرہن زیادہ روشن و تابناک اور زیادہ اجماعی اور متفق علیہ نہیں جس قدر مسئلہ ختم نبوت۔

امت محمدیہ اور ملت اسلامیہ کا مسلمۃ الکل، متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ختم نبوت

از: مولانا سید نورالحسن بخاری

ختم نبوت کا مسلمۃ الکل مسئلہ کم از کم ۱۰۲ آیات کریمہ اور دو سو دس احادیث نبویہ سے

ثابت ہے۔ حضرت استاذی مفتی محمد شفیع صاحب سابق مدرس ومفتی دارالعلوم دیوبند اپنی تالیف ''ختم نبوت فی القرآن'' میں یہ ۱۰۲ آیات قرآنیہ پیش کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''اگر پورے غور وتفتیش سے کام لیا جائے تو جس قدر آیات اس وقت پیش کی گئی ہیں ان سے بہت زیادہ آیات جمع ہو سکتی ہیں۔ لیکن احقر نے استیعاب کا قصد نہیں کیا۔''

اسی طرح ''ختم نبوت فی الحدیث'' میں ۲۱۰ احادیث صحیح نقل کرتے ہوئے صفحہ اوّل پر لکھتے ہیں: ''احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو اس مسئلہ میں منقول ہے اس کا استیعاب تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عادۃً غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ اس تھوڑے وقت میں اور کتب احادیث کے مختصر ذخیرہ میں ناقص تتبع کے ساتھ سامنے آیا ہے اس کو حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔ پھر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد دین کا یہ بنیادی اور جوہری مسئلہ اجماع امت کی سند بھی اپنے ثبوت میں رکھتا ہے۔''

حضرت مفتی صاحب ممدوح نے ''ختم النبوۃ فی الآ ثار'' میں حضرت صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ سے لے کر حضرت ابو قبیلہؓ تک اسی ۸۰ اجلہ صحابہ کرامؓ اور امام المحدثین امام بخاری، امام مسلم سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک (۶۸) اڑسٹھ محدثین عظام اور امام التفسیر والحدیث امام طبریؒ، امام راغب اور امام ابن کثیر سے لے کر حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی وغیرہ تک (۲۶) چھبیس مفسرین حضرات اور امام الاحناف ملا علی قاریؒ، امام الشوافعؒ، علامہ ابن حجر مکی، صاحب بحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ دس مشاہیر فقہاء، علامہ تفتازانی، علامہ سیوطی، امام ابن ہمام حجۃ الاسلام، امام غزالی سے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ تک (۱۸) اٹھارہ اکابر متکلمین اسلام اور امام الاولیا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، مولانا جامیؒ عارف باللہ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، امام العارفین حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہ اعاظم صوفیائے امت کے اسمائے گرامی اور بطور نمونہ بعض حضرات کے ارشادات ومقالات پیش کئے ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ ثابت ہو جاتا ہے کہ امت کے ہر طبقہ کے اکابر وعمائد کا اس مسئلہ پر ہمیشہ اجماع رہا ہے اور ختم نبوت کا منکر بالاجماع کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔

سابق انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کی شہادت

پھر اس خیر امت کی اجماعی شہادت پر بس نہیں بلکہ اس مسئلہ عظیم پر کتب قدیمہ، تورات وانجیل وغیرہ سے انبیاء سابقین علیہم السلام اور ان کی امتوں کی پندرہ شہادتیں مع حوالہ ''ختم النبوۃ فی الآ ثار'' ص ۲۳ تا ۴۱ پر نقل کی گئی ہیں جن میں سے بطور نمونہ چند ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

۱...... ''قال موسیٰ یارب انی اجد فی الالواح امةهم الآخرین فی الخلق السابقون فی دخول الجنة رب اجعلهم امتی قال تلك امة محمدﷺ (تفسیر ابن جریر طبری ودلائل النبوة محدث ابونعیم ص۱٤)'' ﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں الواح تورات میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے اور دخول جنت میں سب سے مقدم۔ اے میرے رب ان کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تو محمدﷺ کی امت ہے۔﴾

۲...... حضرت کعبؓ احبار فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اور جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے۔ جب ان کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا: ''بیٹا تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔ مگر دو ورق ابھی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے۔ جن میں ایک نبی کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں۔ کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اٹھے اور تم اس کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو اور ان دونوں ورقوں کو میں نے اس طاق میں جسے تم دیکھ رہے ہو گارے سے بند کر دیا۔ کعب احبارؓ نے (اس کا ایک طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ میں نے یہ دو ورق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے۔''

''محمد رسول الله خاتم النبیین لا نبی بعده (رواه ابونعیم درمنثور ص۱۲۳، ج۳)'' ﴿محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۳...... حضرت مغیرہؓ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالک شاہ روم (عیسائی) مقوقس کے یہاں پہنچے...... اس نے دین محمدی کے متعلق پوچھا۔ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھی ان کی دعوت قبول نہیں کی...... اگر تمام انسان بھی ان کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سن کر مقوقس نے نفرت سے سر ہلا کر کہا تم لہو ولعب میں ہو...... اور وہ (نبی کریم) اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح ہیں......

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے پاس سے (متاثر ہو کر) اٹھے...... اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا اور کوئی کلیسا (گرجا) نہیں چھوڑا۔ جس میں جا کر میں نے وہاں کے قبطی اور رومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم محمدﷺ کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیہ ابی غنی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا۔ جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں پر دعا پڑھانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ:

"اخبرني هل بقي احد من الانبياء قال نعم وهو اٰخر الانبياء قد امرنا عيسىٰ باتباعه وهو نبي الامي العربي اسمه احمد، ليس بالطويل والابالقصير في عينيه حمرة (الحديث، رواه ابونعيم في الدلائل ص ۲۰، ۲۱)" ﴿مجھے بتاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی ہیں۔ اس نے کہا ہاں! اور وہی آخر الانبیاء ہیں...... حضرت عیسیٰ نے ہمیں ان کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ وہ نبی امی عربی ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ نہ دراز قد ہیں نہ پست قد۔ (بلکہ درمیانہ) ان کی آنکھوں میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت سے اوصاف بیان کئے)﴾

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں کے کلمات عموماً یاد رکھے اور پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

۴...... امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم میں لکھا ہے: "انه كائن من ولدك شعوب وشعوب حتىٰ ياتي النبي الامي الذي يكون خاتم الانبياء (خصائص كبرىٰ للسيوطي ص۹ ج۱)" ﴿آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نبی امی آجائیں جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔﴾

۵...... اور امام بیہقیؒ بروایت عمرو ابن الحکم نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباؤ اجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا جو جاہلیت میں نسلاً بعد نسل وراثت میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپ کی خدمت میں لے آئے۔ پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی۔

"بسم الله وقوله الحق هذا الذكر لامة تاتي في آخر الزمان يخومنون البحار الىٰ اعدائهم فيه الصلوٰة (خصائص كبرىٰ ج۱ ص۱۶)" ﴿اللہ کے نام پر شروع ہے اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی وہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے اور ان میں نماز ہوگی۔﴾

جب یہ ورق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو سن کر آپ ﷺ خوش ہوئے۔

۶...... اور زید ابن عمرو ابن نفیل جو علمائے اہل کتاب میں سے تھے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے وفات پاگئے۔ نبی کریم ﷺ کے حالات وصفات بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا: "میں دین ابراہیم علیہ السلام کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا اور یہود ونصاریٰ اور مجوسی میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں۔" "ویقولون لم یبق نبی غیره" اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔" (خصائص کبریٰ ص ۲۵، ج ۱)

۷...... امام حدیث بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم اور خرائطی خلیفہ ابن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن محمد ابن عبدی ابن ربیعہ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھ دیا۔

انہوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے خود اپنے والد سے دریافت کی۔ انہوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا: "کہ قبیلہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے۔ جن میں ایک میں تھا اور دوسرے سفیان ابن مجاشہ، ابن آدم اور تیسرے یزید ابن عمرو بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ ابن مالک ابن خندف۔ جب ہم ملک شام میں پہنچے تو ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟"

ہم نے کہا: "کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔"

اس نے کہا: "تمہارے قبیلہ میں عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا تو ان کی طرف جلد پہنچو اور اپنا حصہ دین ان سے لو۔ تم ہدایت پاؤ گے۔" "فانه خاتم النبیین" کیونکہ وہ آخری نبی ہے۔"

ہم نے پوچھا: "کہ ان کا نام کیا ہے؟" انہوں نے محمد بتایا۔

جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام اسی طرح پر محمد رکھ دیا کہ شاید وہی نبی ہو جائیں۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۳)

۸...... ابن سعد محمد ابن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: ''انی ابعث من ذریتك ملوكاً وانبياء حتىٰ البعث النبیٰ الحرمی...... هو خاتم الانبياء واسمه احمد (خصائص کبریٰ ص۹ ج۱)''
﴿میں آپ ﷺ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا۔ یہاں تک کہ حرم والے نبی مبعوث ہوں......وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔﴾

ایک فوق العادت واقعہ، مردہ کی شہادت

اس سلسلہ میں ایک حیرت انگیز اور سبق آموز واقعہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ: ''زید ابن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے بازاروں میں پیدل چل رہے تھے کہ یکا یک زمین پر گر پڑے اور فوراً وفات پا گئے۔ انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا۔ گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے۔ اس طرح پر جب مغرب وعشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی گئی کہ: ''چپ رہو! چپ رہو۔'' لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آ رہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا۔ اس وقت دیکھا کہ زید ابن خارجہ کی زبان سے کہنے والا یہ کہتا ہے کہ ''محمد رسول الله النبی الامی خاتم النبيين لا نبی بعده كان ذلك فی الكتاب الاول صدقها، صدقها'' یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی مضمون کتاب الاول یعنی توریت، انجیل وغیرہ میں موجود ہے۔ سچ کہا، سچ کہا۔'' (ختم نبوت فی الآثار)

جنگلی جانوروں کی شہادت

یہاں ایک اور بصیرت آموز اور عبرت انگیز واقعہ بھی سن لیجئے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بیہقی، طبرانی، اوسط طبرانی صغیر، ابن عدی، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر، خصائص کبریٰ، سیوطی ج۲ص۶۵ میں ایک روایت منقول ہے کہ آنحضرت نے ایک اعرابی کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ آپ نے گوہ سے خطاب فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟

گوہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سنتی تھی کہا: "لبیك وسعدیك یا رسول اللّٰہ رب العالمین "یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں حاضر ہوں اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں......

آپ نے پھر فرمایا: "فمن انا قال انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین "میں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

الغرض ختم نبوت ایک ایسا مہتم بالشان مسئلہ اور اسلام کا اصل الاصول ہے کہ آنحضرت سید المرسلین ﷺ کے ساتھ دوسرے انبیاء ورسل اور خیر امت کے ساتھ سابقہ اقوام وامم اور زندوں کے ساتھ مردوں اور صاحب نطق وبیان انسانوں کے ساتھ بے زبان حیوانوں نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ اسلام اور ایمان کے بنیادی مسائل وعقائد میں کوئی مسئلہ اور عقیدہ اس قدر زیادہ ظاہر وباہر زیادہ واضح ومبرہن زیادہ روشن وتابناک اور زیادہ اجماعی اور متفق علیہ نہیں جس قدر مسئلہ ختم نبوت۔

اب ایک ایسے مسئلہ کا جس کا اقرار جنگل کی گوہوں تک کو ہے۔ جب قادیان کے متنبی نے انکار کیا تو انہوں نے کئی پینترے بدلے۔ کئی جھوٹ بولے۔ کئی پاپڑ بیلے۔ مگر جب کامیابی کی کوئی صورت بنتی نظر نہ آئی تو آخر حربہ ظل اور بروز کا اختیار کیا جو بظاہر نظر فریب اور زہر برنگ تریاق ہے اور بہت سے کم نظر اور سادہ وبے خبر مسلمان اس کا شکار ہو کر متاع ایمان لٹا چکے ہیں۔

اس لئے ہم پھر کبھی اس مسئلہ کو ہر پہلو سے مفصل زیر بحث لا کر اس کا بطلان اظہر من الشمس کرنے کی سعی کریں گے۔ "وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم"

تنظیم اہل سنت

طالوت!

تنظیم اہل سنت جب تک نہ ہوگی پوری — چھائی رہے گی ہم پر بدعت کی بے شعوری
ذریۃ البغایا کل تک تھا نام جن کا — آج ان کی چاپلوسی کیوں ہوگئی ضروری
ابلہ فریبیاں ہیں سب لیڈری کی باقی — مرکز کو چھوڑ آیا گو قادیاں کا نوری
ہے خون میں خوشامد گھٹی میں ہے تملق — باپو تھا جی جنابی بیٹا ہے جی حضوری

کفار کے قرینے، فجار کے طریقے — مرزائیوں کا شیوہ اسلام سے ہے دوری
لاہور کا سقر ہی محمود کا مقر ہے — ہاتھوں سے چھن گئے جب ڈلہوزی ومسوری
اب مقبرہ بھی کوئی پھر دوزخی بنائیں — قبروں کا بیچنا ہے جب دین میں ضروری
مصری کی چاشنی ہی مکھی کو کھینچ لائی — ورنہ اسے گوارا مرکز سے کب تھی دوری
چندوں کی سب اپیلیں ہیں حرص کی دلیلیں — قانع بھلا ہو کیوں کر خواہش کی ناصبوری

باد صبا سے دیکھیں اب ہمنفس ہوں گل کب
نزدیک آگئے ہیں غلمانیوں کے حوری

بکر وثیب (کنوری اور بیوہ) مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی
حضرت مجدد وقت کی صداقت

مرزا غلام احمد قادیانی...... اپنی زبانی

از: فاتح قادیان حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر!

مرزا غلام احمد نے خشکی پر اپنی نبوت کی کشتی چلائی۔ ان کی ہمت قابل داد ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کشتی کو اپنے چپو کے زور سے کنارے لگانے کی کوشش کی ان کا مقام بھی نبوت سے کچھ کم نہیں۔ بعض مقامات پر تو یہ چپو مار کھیون ہار خود میر بحر سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور ایسے مشکل وقت میں جب کہ میر بحر کے اوسان خطا ہو گئے تھے ان کھیون ہاروں نے محض اپنے چپو کے زور سے ناؤ کو پار لگا دیا۔ ''بکر وثیب'' کنواری اور بیوہ کا مقام بھی ان چند خطرناک مقاموں میں سے ایک ہے۔ جہاں سے نبوت کی کشتی صحیح سلامت نہ نکل سکتی۔ اگر یہ چپو باز اس کی مدد کو بروقت نہ پہنچ جاتے۔ مدعی نبوت تو حضرت ام المؤمنین (معاذ اللہ) کی دہلی والی شادی کے بعد بھی فرما رہے ہیں کہ: ''مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے، میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں محمد حسین نے بھلا دیا ہو...... یہ خدا کا نشان تھا۔ جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔''

یعنی میر بحر تو بکر (حضرت ام المؤمنین) کے بعد برابر ثیب کی راہ میں چشم براہ رہے۔ مگر

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر وہ جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

الہام غلط ثابت ہوا۔ خدا کا نشان ظاہر نہ ہوا۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا بیڑا ڈوبنے لگا تو اہل چپو آ پہنچے اور انہوں نے یہ چپو مار کر اس بیڑے کو ڈوبنے سے بچا لیا کہ: ''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا۔ جو بکر آئیں اور ثیب رہ گئیں گویا اس الہام الٰہی کا مفہوم نہ الٰہی سمجھا سکا نہ نبی سمجھ سکا۔ اگر سمجھا تو برخوردار خلیفوں نے اور وہ بھی باپ کے انتقال کے بعد۔ سچ ہے۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کندا!''

کاش! کہ یہ بدھو چپو باز دنیا کو بدھو بنانے کی کوشش نہ کرتے۔ کاش کہ وہ یہ حقیقت جان لیتے کہ اس طرح وہ دنیا کو فریب دینے کی ناکام کوشش کر کے خود فریب کھا رہے ہیں اور دنیا کو بدنام اور ناکام نبوت پر ہنسنے اور مضحکہ اڑانے کے مزید مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ (مدیر)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کو پرکھنے کے لئے کسی علمی بحث کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت جانچنے کے لئے علمی حقائق، فلسفیانہ دلائل منطقی الجھنوں اور صرفی ونحوی بحثوں سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

الف...... ''تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔''
(رسالہ استفتاء ص۳، خزائن ج۱۲ ص۱۱۱)

ب...... ''سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقت کا انتظار کرے۔'' (شہادت القرآن ص۸۰،۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۵،۳۷۶)

ج...... ''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸)

د...... ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی...... پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''
(کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

ہ...... ''کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص۱۰۷، خزائن ج۱۵ ص۳۸۲)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ ان کے صدق وکذب کی شناخت کا سب سے بڑا معیار ان کی پیش گوئیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی ہر تصنیف میں اپنے نشانات، کرامات اور معجزات کے بے سرے راگ ہمیشہ ہی الاپتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ:

''خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہوسکتی ہے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

علیٰ وجہ البصیرت ہمارا دعویٰ ہے جس کی تردید قیامت تک امت مرزائیہ نہیں کر سکتی کہ مرزا قادیانی کی تمام تصانیف پڑھ لی جائیں تو سوائے فٹ بال کی طرح گول مول اور انٹ سنٹ پیش گوئیوں کے کسی نشان کسی کرامت اور کسی معجزے کا پتہ نہیں چلتا۔ لطف یہ ہے کہ قادیانی پیش گوئیوں کے الفاظ بھی موم کی ناک کی طرح ہیں۔ جدھر چاہو الٹ پھیر دو اور جب تک نہیں تاویلات باطلہ کے شکنجے میں نہ جکڑ دیا جائے وہ کسی واقعہ پر چسپاں نہیں ہوسکتے۔ ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی تحدیانہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ جتنی تحدی سے کوئی پیش گوئی کی گئی۔ اتنی ہی صراحت سے وہ غلط نکلی۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳) پر اپنی پیش گوئیوں اور نشانات کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ لکھی ہے۔ اس کی بعد کی پیش گوئیوں کا سلسلہ شیطان کی آنت سے بھی درازتر ہوتا چلا گیا۔ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیوں کی دھجیاں اڑانے کے لئے ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

ہم پیش نظر اشاعت میں مرزا قادیانی کی عظیم الشان اور تحدیانہ پیش گوئی بکر وثیب کے چہرے سے اس لئے نقاب اٹھاتے ہیں کہ علماء اہل سنت والجماعت آج تک اسے منظر عام پر نہیں لائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''تقریباً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب پر مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ 'اشاعت السنہ' کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے۔ ''بکر وثیب'' جس کے یہ معنی ہیں جوان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدائے تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا اور ایک بکر (کنواری نا قلی) ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے

متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کا انتظار[1] ہے۔" (تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ص۲۰۱)

یہ الہام ۱۸۸۱ء کا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کو بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔ بقول مرزا کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ نکاح بیوہ کے الہام کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوا اور وہ اس انتظار اور حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ کسی بیوہ کے ساتھ نکاح کی ناکامی نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ بیوہ کے نکاح کا الہام شیخ چلی کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مرزائی اس پیش گوئی کی الٹی سیدھی تاویل کرنے کے لئے کسی شرط کا بہانہ بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا الہام اور پیش گوئی کی تشریح بتا رہی ہے کہ پیش گوئی بلاشرط ہے۔ نہ ہی بیوہ کے نکاح کے الہام کو محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی پر چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ۱۸۸۱ء کا الہام ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی اور محمدی بیگم صاحبہ کے نکاح کا قصہ ہی شروع نہ ہوا تھا جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے۔

"اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی۔ اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا۔ اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہی دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جزو پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا۔ بکر و ثیب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہو گی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔

---

[1] یہ بھی غلط ہے کہ کنواری کے نکاح کا الہام پورا ہو گیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے: "دو جزوں میں سے ایک جزو باطل ہو جائے تو وہ اس بات کی مستلزم ہوئی کہ دوسرا جزو بھی باطل ہے۔" (اعجاز احمدی ص۲۷، خزائن ج۱۹ص۱۳۷)

جب بیوہ کے نکاح کا الہام صریح جھوٹ نکلا تو بقول مرزا غلام احمد قادیانی کنواری کے نکاح کا الہام بھی غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ ایک جزو باطل ہونے سے دوسرا جزو خود بخود باطل ہو گیا۔

[2] شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے
کھٹکتی خار بن کر ہے مہک پھولوں کے بستر کی

مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو یہ الہام سنایا تھا اور احمد بیگ (مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم کے والد، ناقل!) کے قصہ کا ابھی نام ونشان نہ تھا۔ بس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا۔ جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸)

مرزا قادیانی نکاح بیوہ کے الہام اس کی امید اور حسرت سمیت ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہاں کی طرف کوچ کر گئے تو امت مرزائیہ نے ثیب (نکاح بیوہ) کے الہام کو تاویلات نہیں بلکہ دجل وفریب کے شکنجہ میں جکڑ کر اس کی صورت کو مسخ کر دیا۔ نظارت تالیف وتصنیف جماعت قادیان نے جس کے ناظر مرزا قادیانی آنجہانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے ہیں۔ تذکرہ[1] میں (تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ ص۲۰۱) سے یہ پیش گوئی (جسے ہم نقل کر چکے ہیں) درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے: ''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا ہوا۔ جو بکر آئیں اور ثیب رہ گئیں۔ خاکسار مرتب!'' (تذکرہ ص۳۹ حاشیہ، طبع۳)

قارئین کرام! پھر ایک دفعہ مرزا قادیانی کے الہام اور اس کی تشریح وتوضیح کو پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی تذکرہ کے مرتب کی دجل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ! میں تو مرزائی مبلغین کی ایسی مکروہ چالبازیاں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے دل میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ ہی انہیں لوگوں سے شرم وحیا آتی ہے۔

مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں کہ: ''خدائے تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ لیکن مرزا قادیانی کے چیلے کہتے ہیں کہ ایک ہی نکاح سے الہام پورا ہوگیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم صاحبہ (مرزا محمود احمد کی والدہ) کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا غلام احمد قادیانی سے نکاح ہوا اور مرزا قادیانی کی وفات کے بعد نصرت جہاں بیگم صاحب بیوہ رہ گئیں۔''

---

[1] ''تذکرہ'' مرزائیوں کے قرآن کا نام ہے۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے رؤیا، مکاشفات، الہامات اور وحی مقدس کو مرزائیوں کی تلاوت کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ مرزائی اس مجموعہ کو درجہ اور شان کے لحاظ سے قرآن مجید کے ہم رتبہ اور برابر سمجھتے ہیں۔ (اختر)

مرزائیو! (تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۱، انجام آتھم ص ۱۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۸) سے ہماری درج کردہ اپنے مسیح موعود کی عبارات غور سے پڑھو تو تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہ نہیں لکھتے کہ میری بیوی بیوہ رہ جائے گی۔ بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا قادیانی کا نکاح ہوا؟ اگر کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا قادیانی کو کاذب ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟ کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا قادیانی کا ثیب والا الہام صریح جھوٹ اور کھلا ہوا افتراء ثابت ہوا۔ پس مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے۔

کیونکہ خدائے تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ: ''ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ''سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنے ہیں۔ جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲، ۳۲۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نیز مرزا قادیانی خود ارشاد فرماتے ہیں: ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

جب آپ مذہب رکھتے ہیں.....تو!

مذہب کی حفاظت واشاعت سے بھی پوری پوری دلچسپی لیجئے! ''نزول مسیح کا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے۔ اسے کوئی قابل قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں ''حتی لا یقبلہ احد ''پر زور دیا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد مال کی طلب ختم ہوگئی۔ ورع واتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کر دیا۔ واقعہ یہ ہے۔ خود مرزا قادیانی کا خاندان چندوں کے لئے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیان نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ۔ غرض تحصیل مال کے لئے کس قدر باطل راہیں تھیں۔ جھوٹے حیلے تھے۔ جو اختیار کئے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ سچے مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے جو دنیا کو مال سے بے نیاز کر دے گا۔''

مرزا غلام احمد قادیانی احادیث اور واقعات کی نظر میں

از: حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ!

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصدیق میں دو قسم کے دلائل سے کام لیا ہے۔

۱...... اپنے الہامات۔

۲...... بعض احادیث کی پیش گوئیاں۔

الہامات سے تو وہی لوگ متاثر ہوسکتے ہیں جو ان کو پیغمبر مانتے ہیں۔ ورنہ الہام بذات خود کوئی چیز نہیں۔ پھر ایسے مخالفین کا تو خیال ہے کہ بیچارے مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے مبادی سے ہی ناواقف تھے۔ ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ اسلامیات کے متعلق بے حد ناقص تھا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس میں گفتگو کسی دوسری صحبت میں ہوگی۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمدہ حوادث کے معیار پر آنجہانی کے دعاوی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں

۱...... صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے نزول مسیح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں۔ مسیحیت کے مدعی کے لئے ان کی مطابقت ضروری ہے۔

الف...... ''یضع للجزیه'' حضرت مسیح نزول کے بعد جزیہ معاف کریں گے۔

ب...... ''ویفیض المال حتی لا یقبله احد'' اس وقت مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج...... ''وتکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها'' ایک سجدہ یا ایک رکعت پوری دنیا کے مال و دولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کفر یکسر ختم ہو جائے۔ تمام لوگ اسلام قبول کرلیں۔ جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فیهلك الله الملل کلها الا ملة الاسلام'' حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔ صرف اسلام رہ

جائے گا۔ غرض حضرت مسیح علیہ السلام اپنی قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرمادیں گے۔ مرزا غلام احمد آئے۔ ان کی ساری عمر بھی مناظرات اور پیشہ وارانہ مباحثات میں گذری۔ آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے عیسائیت کو فروغ ہوا۔ سماجی خیالات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب حوادثات دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالم ﷺ سچے مسیح کی زندگی میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہئے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لئے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے۔ بلکہ مسلمان اپنے مراحم خسروانہ سے انہیں جزیہ سے سبکدوش کردیں۔ ان دونوں صورتوں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو۔ تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے۔ مرزا قادیانی نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم دوات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہوسکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔ پہلی قسم کی جنگ تو شاید آنجہانی کے نزدیک ناجائز تھی۔ لیکن ان کی خودساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے۔ جن کے حملوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لاسکتی۔ ارشاد ہے۔ ’’تضع الحرب اوزارها‘‘ جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ چاپلوسی اور متملق مسیح کے لئے احادیث میں کوئی مقام نہیں۔

۲...... دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے۔ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں ’’حتیٰ لا یقبله احد ‘‘ پر زور دیا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے پر مال کی طلب ختم ہوگئی۔ روح اتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کردیا۔ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کا خاندان چندوں کے لئے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ۔ غرض تحصیل مال کے لئے کس قدر باطل راہیں تھیں۔ جھوٹے حیلے تھے۔ جو اختیار کئے معلوم ہوتا ہے۔ اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ دولت مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے۔ جو دنیا کو مال سے بے نیاز کردے گا۔

۳...... تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں گے۔ یہ

نشان بھی تاحال پورا نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے سامنے ہے۔ نماز پنجگانہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

"عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لتقاتلن الیھود حتیٰ یقول الحجر یا مسلم ھذا یھودی خلفی تعال فاقتلہ (متفق علیہ)"

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی حکومت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہوچکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا سیلاب دیکھتے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جارہی ہے یہودیوں کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی۔ وہ اس قدر مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے آنکھیں ملاسکیں۔

آج قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھئے کہ امریکہ، برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح نے فلسطین میں ایک اسرائیلی حکومت کی تقویت کے امکانات اجاگر کردیئے ہیں۔ عرب روساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کردیا۔

اقوام عالم کی سالہاسال کے دجل وفریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم کرلیا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رفقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال کردیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد آئے اور چلے گئے۔ نہ اس وقت کوئی یہودی طاقت تھی۔ نہ مرزا قادیانی ان سے لڑے۔ انہوں نے علماء کو یہودی کہہ کر دل کی بھڑاس نکال لی۔ لیکن ان واقعات کا کیا کیا جائے جو ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ سرظفر اللہ کی موجودگی میں یہ سارا کھیل کھیلا گیا۔ ان کی وکالت کا حشر شروع سے لے کر آج تک ایک نالائق وکیل کی ناتمام کوششوں سے بہتر نہ ہوسکا۔ بلکہ یہ ہر جگہ ناکام ہوئے۔

مرزا بشیر الدین محمود کے الہامی خطبہ (۲۶/اپریل ۱۹۳۵ء) کا لفظی مفہوم

وفادارن مادرزاد

از: حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب مدظلہ العالی!

رسول وقت کی اولاد ہم ہیں وفادارن مادرزاد ہم ہیں

پچاس الماریاں ہیں قادیاں میں — سبق ان کا ہے جن کو یاد ہم ہیں
بہشتی مقبرے کی ہڈیوں کا — تبرک بانٹ کر دل شاد ہم ہیں
پرستاران خاک کعبہ سن لیں — کہ زیب مسند ارشاد ہم ہیں
نگارستان ایماں کی کرو سیر — کہ اس کے مانی وبہزاد ہم ہیں
جسے اسلام سمجھے ہو وہ ہے کفر — اور اس پر کرنے والے صاد ہم ہیں
پرانی ہو چکی مکہ کی تہذیب — نئی تہذیب کے استاد ہم ہیں
فضا گونجی ہے جس کی گالیوں سے — وہ بستی کر رہے آباد ہم ہیں
شریعت بن گئی جن کا کھلونا — وہی مادر پدر آزاد ہم ہیں
خدا کا لوگ کر لیں بے شک انکار — کہ ان کو دینے والے داد ہم ہیں
نبوت ہے ہمارے گھر کی لونڈی — خدا کے آخری داماد ہم ہیں
نصاریٰ کی ہری کیوں ہو نہ کھیتی — کہ ان کا کھیت ہے اور کھاد ہم ہیں
کوئی جا کر مسلمانوں سے کہہ دے — کریں گے جو تمہیں برباد ہم ہیں
حکومت سے الجھتے کس لئے ہو — پڑی ہے تم پہ جو افتاد ہم ہیں
غم استعمار کی دیوار کو کیا — جب اس دیوار کی بنیاد ہم ہیں

دماغ ان کا نہ پہنچا جن کی تہ تک
وہ نکتے کر رہے ایجاد ہم ہیں

مرزا قادیانی کی سیرت مقدسہ اور آپ کے اخلاق عالیہ

جن کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود ہے اور چشم غیرت اشکبار!

از: سید نور الحسن شاہ بخاری

بادۂ عصیاں سے دامن تربتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دوعالم ہم سے ہے

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مرزا قادیانی کا صرف سیاسی کیریکٹر درخشندہ وتابندہ تھا۔ اگر تم مرزا قادیانی کی نبوی سیرت کا صرف سیاسی پہلو روشن پاتے ہو تو یہ تمہاری نظر کا فتور ہے۔ تمہارے علم وفہم کا قصور ہے۔ ورنہ یہاں تو جس پہلو سے دیکھو۔ یہ نبوت حسن ہی حسن ہے۔ نور ہی نور

ہے۔ سراپا نور، عقائد، اعمال، سیاست، اخلاق اور قول وقرار تک جون سا پہلو چاہو، الٹ پلٹ کر دیکھ لو۔ روشن اور درخشندہ ہی پاؤ گے۔

ہوں سراپا درد جس پہلو سے الٹو درد ہوں

آپ کی سیرت طیبہ اور حیات نبویہ کا ہر گوشہ قابل دید وشنید ہے۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ہم اپنی تنگی داماں سے شکوہ سنج ہیں اور گلستان نبوت سے صرف گلہائے سخن پیش کرنے پر قناعت کرتے ہیں۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار توز داماں گلہ دارد

یہ بجا ہے کہ مرزا قادیانی نے دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کو اور اولیاء وعلماء امت کو ولد الحرام، ذریۃ البغایا، کنجریوں کی اولاد، حرامزادے، خنزیر، کتے، بندر، شیطان، گدھے، کافر، مشرک، یہودی، مردود، ملعون اور بے شرم و بے حیاد غیرہ کہا۔ مانا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ ایک ایک لفظ لکھا اور مانے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ یہ آج بھی مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں والی کتابوں میں موجود ہے اور اسے اب چاٹا نہیں جاسکتا۔ یہ سب بجا اور درست۔ یہ سب آج بھی کتابوں میں مسطور ومذکور اور موجود ہے۔ لیکن بایں ہمہ مرزا قادیانی کا دہن مبارک بدزبانی سے کبھی آلودہ نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو خود فرماتے ہیں:

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے
گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں ہیں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

(درثمین اردو ص۱۲)

اور جب وہ خود بدزبانی کو نجاست اور بدزبان کو بیت الخلاء فرمارہے ہیں تو وہ خود کب بدزبانی فرماسکتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے کسی کو کبھی گالی نہیں دی۔ نبوت کی زبان سے بھلا گالی کب نکل سکتی ہے۔ جب کہ نبی خود کہتا ہے کہ: ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن ص۲۱، خزائن ج۱۰ ص۱۳۳)

☆...... ''خدا تعالیٰ نے اس (حضرت مولانا سعد اللہ صاحب لدھیانوی۔ مدیر) کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳، خزائن ج۲۲ ص۴۴۴)

☆...... ''جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے۔'' (حیات احمد جلد اوّل نمبر۳ ص۲۵)

☆...... ''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔''

(چشمہ معرفت ص۱۰۶، خزائن ج۲۳ ص۱۱۴)

لیجئے اب آپ پورا مضمون پڑھئے!

۱...... مسلمان حرامزادے ہیں۔ زنا کار کنجریوں کی اولاد ہیں

الف...... ''جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا...... اور کچھ شرم وحیا کو کام نہیں لائے گا...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں...... حرامزادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔'' (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

ب...... ''کل مسلم...... یقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا ''ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ پر ایمان لاتا ہے۔ مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد۔

(آئینہ کمالات ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۲...... اولیاء امت اور مشائخ ملت، شیطان، شتر مرغ، ملعون یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں

''بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ...... یہ سب شیاطین الانس ہیں...... اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں...... مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴ تا ۲۳ ملخصاً، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸ تا ۳۰۷)

۳...... علمائے امت کی ایسی تیسی

الف...... ''اے بدذات فرقہ مولویان! کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے۔'' (انجام آتھم حاشیہ ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

ب...... ''اے بے ایمانو! نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو! تمہاری ایسی تیسی ہے۔'' (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)

۴...... جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں

''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف وگزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں دخل ہو جاتے ہیں۔'' (حیات احمدیہ ج ۴ نمبر ۳ ص ۲۵)

ان عمومی ارشادات نبویہ اور الہامات ربانیہ کے بعد اب ذرا بطور نمونہ نام بہ نام نوازشات ملاحظہ ہوں۔

۵......امام المحدثین حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث

دہلویؒ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ وغیرہم آئمہ وقت کے حق میں نبوی گوہر افشانی اور شیریں بیانی دیکھئے۔

''ایها الشيخ الضال والرجل البطال...... فمنهم شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوى عبدالحق رئيس المتلصفين...... ثم سلطان المتكبرين وأخرهم الشيطان الاعمىٰ والغول لا غوىٰ يقال له رشيد الجنجوهى وهو شقى كالا مروهى ومن الملعونين''

(انجام آتھم ص ۲۵۱،۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۶...... مرشد وقت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے حق میں مشک افشانی ہوتی ہے۔

الف...... ''مجھے ایک کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

ب...... مر گیا بدبخت اپنے وار سے
کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی
کم کرو اب ناز اس مردار سے

(نزول المسیح ص ۲۲۴، خزائن ج ۱۸ ص ۶۰۲)

ج...... ''مہر علی نے ایک مردہ کا مضمون چرا کر کفن دزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے...... نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی لعنت اللہ علی الکاذبین رہا۔ محمد حسن...... جس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی...... اس کے مردار کو چرا کر پیر مہر علی نے اپنی کتاب میں کھایا۔'' (نزول المسیح حاشیہ ص ۷۰، ۷۱، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

۷...... غزنویوں کی جماعت پر لعنت

حضرت مولانا عبدالحق صاحب غزنوی کا نطفہ اور ان کی اہلیہ محترمہ کے پیٹ سے چوہا۔

الف...... ''عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا۔ یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

ب...... عبدالحق اور عبدالجبار غزنویاں وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔

ج...... کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔''

گل افشانیوں کے یہ نمونے ایک نبوی تصنیف لطیف (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱) پر ہیں۔ (ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲) تک یہ زعفران زار کھلا ہے اور حجۃ اللہ (عربی) وغیرہ دوسری کتابوں میں بھی غزنوی خاندان کے متعلق یہ عطر بیزیاں موجود ہیں۔

۸...... حضرت مولانا شیخ سعد اللہ صاحبؒ لدھیانوی کی بیوی کے رحم پر مہر

اس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''ان شانئك هو الابتر گویا اسی دم سے خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سنایا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۴)

سبحان اللہ! کیا خوب ''نبوی'' اخلاق اور الہامی تہذیب ہے۔ جب بیویوں کے رحم پر مہر لگانے والے ''خدا اور رسول'' کی طرف دنیا کو دعوت دی جائے گی تو انگلستان، امریکہ، جرمنی اور فرانس وغیرہ کا ہر دل پھینک زندہ دل جنٹلمین ایمان لانے میں سبقت کرے گا اور ضبط تولید کی دلدادہ ہر لیڈی بصمیم قلب امنا وصدقنا پکار اٹھے گی۔

بسے نادیدنی را دیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے (اقبال)

پھر یہ بھی دیکھا کہ مرزا قادیانی کا خدا کسی کی بیوی کے رحم پر مہر لگائے تو یہ مہر توڑ کر تو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آسکے اور نہ اولاد کا سلسلہ چل سکے۔ مگر جب محمد رسول اللہ کا خدا نبوت پر مہر لگا دے تو پچاس ساٹھ سالہ بوڑھا نبی یہ مہر توڑ کر کسی نہ کسی طرح باہر آ جائے اور نبوت کا سلسلہ برابر جارہ رہے۔

لطیفہ: مناظرہ بھدرواہ میں جب مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر مبلغ مرکز تنظیم نے بوقت مناظرہ یہ الہام ربانی اور اس کی یہ مندرجہ بالا نبوی تفسیر پیش کی تو قادیانی مناظر مولوی عبدالغفور صاحب فرمانے لگے: "یہ کیا گندی باتیں ہیں۔" اس پر برادر محترم مولانا اختر نے برجستہ فرمایا کہ جناب! گندی باتیں کہاں؟ یہ تو الہامات ربانیہ اور ارشادات نبویہ ہیں۔

۹......حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب عورتوں کی عار ہیں

الف...... "مولوی ثناء اللہ صاحب پر لعنت لعنت دس بار لعنت......ایک بھیڑیے۔"

(اعجاز احمدی ص ۴۸،۳۹، خزائن ج۱۹ص ۱۴۹،۱۵۱)

ب...... "اے عورتوں کی عار ثناء اللہ......اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل۔"

(اعجاز احمدی ص۸۱،۸۳، خزائن ج۱۹ص ۱۹۳،۱۹۶)

یہ عقیدہ نہ کھلا کہ مرزا قادیانی نے کس شکایت کی بناء پر مولانا کو عورتوں کی عار فرمایا۔ حالانکہ مولانا تو مرزا قادیانی کی دعوت پر فوراً قادیان پہنچ گئے تھے اور الٹا مرزا قادیانی ہی گھر میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے اور مقابلہ ومناظرہ سے صاف فرار اختیار کر گئے تھے۔

پھر یہ نبوی کرم فرمائی صرف مسلمانوں تک محدود نہیں۔ اس بارش الطاف وعنایات سے غیر مسلمین کو بھی حصہ وافر ملا ہے۔ صرف نمونہ بطور قطرے از بحر ذخار ملاحظہ ہو۔

۱۰......لعنت، لعنت، لعنت، لعنت

(نورالحق ص ۱۱۸، خزائن ج۸ص ۱۵۸) پر عیسائیوں کو لعنت، لعنت، لعنت، لعنت حتیٰ کہ پوری ہزار لعنتیں لکھ کر قادیانی نبوی تہذیب وشرافت کو عریاں کیا ہے۔

۱۱......دس سے کروا چکی زنا لیکن

آریوں کے متعلق صرف نیوگ پر ایک طویل نظم کے چند اشعار آبدار ملاحظہ ہوں۔

چھپکے چھپکے حرام کروانا آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بیقراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط	یار کی اس کو آہ وزاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن	پاک دامن ابھی بیچاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے	وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں	خوب جورو کی پاسداری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم	ترک کرنا گنہگاری ہے

(آریہ دھرم ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۷۵،۷۶)

۱۴......آریوں کا پرمیشر

''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔''

(چشمہ معرفت ص۱۰۶، خزائن ج۲۳ ص۱۱۴)

تاریخ عالم کو الٹو پلٹو! دنیا میں کوئی ایسا خوش کلام اور شیریں گفتار انسان پیش کر سکتے ہو تو کرو۔ نہیں کر سکتے! ابتدائے آفرینش سے آج تک کیفیت میں اس قسم کی فحش کلامی دھریانی اور کمیت میں اس قدر بدزبانی اور زہر افشانی کا عشر عشیر بھی نہیں دکھلا سکو گے۔

یہاں ہم نے بادل ناخواستہ بطور نمونے مشتے از خروارے صرف چند ''خوش کلامیاں'' پیش کی ہیں۔ اگر اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو مولانا نور محمد صاحب سابق مبلغ ومناظر مظاہر العلوم سہارن پور کا رسالہ ''مغلظات مرزا'' ملاحظہ ہو۔ گو مرزا قادیانی کے ان کارناموں کا استیعاب تو ان سے بھی نہیں ہو سکا۔ تاہم انہوں نے بڑے سائز کے ۲۷ صفحات کے اس رسالہ میں ۶ اور ۷ سو کے درمیان ایسی سوقیانہ گالیاں ردیف وار معہ حوالہ جمع کر دی ہیں۔

بدزبانی کے متعلق مرزا قادیانی کا فیصلہ

آخر میں بدزبانی کے متعلق خود مرزا قادیانی کا فیصلہ اور فتویٰ پیش کر دینا جہاں آپ لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ وہاں اس سے غیر جانبدارانہ اور خالی الذہن مبصر وناقد کو مرزا قادیانی کا حقیقی مقام اور صحیح منصب متعین کرنے میں مدد ملے گی۔

۱...... ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔'' (ست بچن ص۲۱، خزائن ج۱۰ ص۱۳۳)

۲...... بدتر ہر ایک بد سے جو بدزباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا وہی ہے
گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستین میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

(درثمین اردو ص۱۲)

افسوس کہ بدزبانی کی مذمت اور تقبیح کرتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کی زبان بدزبانی سے ملوث ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ سچ ہے۔ "یترشح من الاناء ما هو فیه"

از کوزہ ہماں تراود کہ در اوست

بدزبانی کے جواب میں فریب کاری

کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ گل افشانیاں مخالفین کی زبان درازیوں کا جواب اور ردعمل ہے۔ لہٰذا عوض معاوضہ گلہ ندارد! لیکن یہ سراپا مغالطہ اور سراسر فریب کاری اور سولہ آنے دھوکا بازی ہے۔ کیونکہ اوّل تو مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں:

۱...... "بدی کا جواب بدی سے مت دو۔ قول سے نہ فعل سے۔"

(نسیم دعوت ص۳، خزائن ج۱۹ ص۳۶۵)

۲...... گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(دافع الوساوس ص۲۲۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۳...... "خبردار! نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔" (نسیم دعوت ص۳، خزائن ج۱۹ ص۳۶۵، ملخص)

۴...... "ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کت پن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کت پن کی مثال لازم آئے گی۔"

(تقریر مرزا قادیانی جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء، مدرپورٹ ۹۹، ملفوظات ج۱ ص۱۰۳)

دوسرے ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جس طرح مرزا قادیانی کی سینکڑوں بدزبانیاں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اسی طرح علمائے کرام خصوصاً مجدد وقت قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد

صاحب گنگوہیؒ، امام المحدثین حضرت سید نذیر حسین دہلویؒ، پیر کامل مرشد اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی زبان اور قلم سے ایک ناشائستہ کلمہ کی نشان دہی کی جائے اور بتلایا جائے کہ مرزا قادیانی نے تمام دنیا کے اربوں آدمیوں، کروڑوں مسلمانوں اور خصوصاً مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانویؒ کو کم از کم پچاس دفعہ ذریۃ البغایا، ولد الحرام، حرامزادہ، حرامی لڑکا، ہندوزادہ کہا ہے اور یہ مرزا قادیانی کی مرغوب اور مخصوص گالی ہے اور ان کی زبان ہمیشہ اس حرام، حرام سے آلودہ رہتی ہے۔ کیا دنیا کے ایک آدمی نے ایک دفعہ بھی مرزا قادیانی کو یا مرزا قادیانی کی اولاد کو زنا کار کنجری کی اولاد۔ ولد الحرام، حرامزادہ، حرامی لڑکا اور ہندوزادہ کہا۔ اگر کہا تو پیش کرو۔

حالانکہ دنیا آپ کو نہیں تو آپ کی اولاد کو حسب ذیل اقوال کی روشنی میں اگر ان خطابات سے مخاطب کرتی تو وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہوتی۔ ملاحظہ ہو!

پھجے دی ماں

مرزا بشیر احمد صاحب گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں۔

۱...... ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر پھجے دی ماں کہا کرتے تھے۔ بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی۔“ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۳۳، روایت نمبر۴۱)

حضرت صاحب گویا بچے ہی تھے

۲...... ”خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہوگئے......“ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۳، روایت نمبر۵۹)

ایک بچے کا بچے پیدا کرنا یقیناً ایک معجزہ ہے۔ لیجئے مرزا قادیانی کی نبوت کا ایک اور ثبوت مل گیا۔ تعجب ہے کہ امت مرزائیہ نے اس سے مرزا قادیانی کی نبوت کا استدلال کیوں نہ کیا۔

۳...... ”۲۰؍نومبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور

فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔" (اخبار الحکم قادیان ج۵ ص۲۵، ملفوظات ج۲ ص۲۷۲)

اب غور فرمایئے! پندرہ برس کی عمر کے درمیان جب کہ آدمی پورا بالغ بھی نہیں ہوتا۔ مرزا سلطان احمد صاحب پیدا ہو گئے تو مرزا فضل احمد صاحب زیادہ سے زیادہ تیرہ برس کی عمر میں جب کہ انسان ابھی گویا بچہ نہیں حقیقی بچہ ہوتا ہے۔ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو گئے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی پھجے دی ماں سے بے تعلقی بھی تھی۔ کیونکہ اس کا میلان مرزا قادیانی کے "بے دین" رشتہ داروں کی طرف تھا اور وہ انہی کے رنگ میں رنگین تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے اوائل سے ہی ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ مگر باایں ہمہ اعجازی طور پر پیاپے دو لڑکے پیدا ہو ہی گئے۔

کیا دنیا بے زبان ہے۔ مانا کہ دنیا اس فن شریف میں مجدد کی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن کیا وہ مرزا قادیانی ہی کے اگلے ہوئے نوالے بھی ان کے منہ میں نہیں دے سکتی؟ اگر ہم مرزا قادیانی ہی کے عطا فرمودہ یہ تمام خطابات مرزا قادیانی کے حق میں استعمال کریں تو دنیا کا کوئی ضابطہ عدل وانصاف مانع ہونے کا حق رکھتا ہے؟ یا ہمارے منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم نہیں ہے؟ یہ سب کچھ ہے۔ مگر ہم بہ تقاضائے انسانی شرافت اور بمطابہ اخلاق وآدمیت صرف عطائے تو بہ لقائے تو کہہ کر اس مکروہ باب کو ختم کرتے ہیں۔

انداز جنوں کون سا ہم میں نہیں مجنوں
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

چیلنج

اگر ان شواہد ودلائل کے باوجود بھی کسی قادیانی یا لاہوری دوست کو حضرت صاحب کی بدزبانی میں تأمل ہو تو جیسا کہ بارہا پریس سے چیلنج دیا جا چکا ہے ہم انہیں آج ایک دفعہ پھر پوری قوت کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی وقت کسی جگہ اس عنوان پر ہم سے مناظرہ وبحث کر لیں۔ شرائط وغیرہ کا اڑنگا لگا کر نکل جانے کی راہ ہم نہیں دیں گے۔ ہم امن کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں اور غیر مشروط مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم صرف مرزا قادیانی کے اقوال وارشادات ہی سے آفتاب نصف النہار کی طرح دکھلا دیں گے کہ عظیم الشان نبی یا اس صدی کا مجدد اعظم سباب اعظم اور مجدد سب وشتم ہے۔ نہ صرف مجدد بلکہ اس فن شریف میں موجد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے ایسی ایسی لطیف ونفیس گالیاں ایجاد کی ہیں۔ جو لکھنؤ کی بھٹیاریوں تک کے وہم وگمان میں بھی نہ

آئی ہوں گی۔ اس کے جواب میں آپ کلیتاً آزاد ہیں۔ مرزا قادیانی کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے جو چاہیں کہیں۔ کوئی ہے جو ہمارا یہ غیر مشروط چیلنج قبول کرے۔

ادھر آ کر جاناں ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

بڑے میاں، بڑے میاں، چھوٹے میاں، سبحان اللہ!

اگر برا نہ مانا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا مقابلہ "خوش کلامی" اور "شیریں زبانی" میں اگر کیا تو میاں محمود صاحب نے "نبی" کا ریکارڈ اگر توڑا تو "خلیفہ" نے باپ کی جگہ اگر لی تو بیٹے نے۔ آپ کی خوش بیانی کے ڈنکے دنیا بھر میں بجائے جاتے ہیں۔ آپ ایک خطبہ نکاح میں یوں اپنے دہن مبارک سے گل افشانی فرماتے ہیں: "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۲ء)

انا للہ!

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

پھولوں کی اس جھڑی اور موتیوں کی اس لڑی پر اتنا تعجب و تحیّر نہیں۔ جتنی حیرت اس بات کی ہے کہ ان اقوال وارشادات بلکہ ان الہامات کے صدور ونزول اور آج تک ان کے باوجود باپ کو عظیم الشان نبی اور سب رسولوں سے افضل و برتر رسول یا بدرجہ اقل مجدد اعظم اور مسیح موعود مانا جاتا ہے تو بیٹے کو خلیفۃ المسیح اور مصلح موعود۔ حالانکہ باپ کو زبان وحی ترجمان سے حضرت مولانا غزنویؒ کی باعصمت بیوی کا پیٹ اور حضرت مولانا سعد اللہ صاحب لدھیانوی کی عفت مآب بیوی کا رحم محفوظ نہ رہا تو بیٹے کی لسان الہام نشان سے حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کے باپ کا آلہ تناسل نہ بچ سکا۔

اگر حضرت اقدس مرزا قادیانی کا ہم عمر تھا تو مولوی محمد حسین حضرت مسیح موعود کے

مقابلہ میں اگر کوئی کام کیا تھا تو مولوی محمد حسین نے، لیکن آلہ تناسل کاٹا جاتا ہے۔ ان کے والد کا اس بیچارے کا کیا قصور؟ اس نے کون سا ایسا اقدام کیا تھا؟

اس انتہائی گراوٹ اور زبان کے بدترین تلوث کے باوجود بھی...... کہ جسے نقل کرتے ہوئے بھی دم گھٹا جاتا ہے اور ضمیر مرا جاتا ہے...... مرزا قادیانی اگر نبی ہیں اور میاں صاحب خلیفہ! تو یہ اس مرزائی علم کلام کی برکت ہے جو زبان وقلم کی ان گل افشانیوں اور جولانیوں کے بعد بھی مرزا قادیانی کو سلطان القلم اور خلیفہ صاحب کو غالب علیٰ کل قرار دیتا ہے اور مذکورہ بالا حوالوں کو من وعن لفظاً لفظاً نہیں بلکہ حرفاً حرفاً تسلیم کرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ان حضرات کے منہ سے کبھی ناجائز ونارواباتیں نکلی اور نہ نکل سکتی ہے۔

آتے ہیں وہ خوابوں میں خیالوں میں دلوں میں
پھر ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ہم پردہ نشیں ہیں

مرزا غلام احمد کا ایک عظیم الشان کارنامہ

ابدی غلامی

از قلم: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب، دارالاشاعت اٹک!

خداوند تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لئے ہر زمانہ میں رسول مبعوث فرمائے۔ حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ نے دو جبروتی نظاموں کے خاتمہ کا اعلان فرمایا۔

”اذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده“ ساری دنیا پر یہی دو نظام تھے جنہوں نے انسانیت کے وقار کو خاک میں ملایا ہوا تھا۔ محمد ﷺ کی مقدس تعلیم اور آپ ﷺ کے پاک جذبہ حریت نے اس کا ابدی خاتمہ کر کے انسان کو آزادی کامل سے نوازا۔ یہی مقصد ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہی مطالبہ کیا تھا کہ ”ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبهم“

الغرض نبی کا سب سے بڑا کام یہی ہوا کرتا ہے کہ وہ جبروتی نظام کے ظالمانہ وقار کو تار تار کر کے اشرف المخلوقات کو آرام اور سکون بخشے۔ بلکہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہوں گے کہ نبی کا تو بہت ہی بلند مقام ہے۔ ذرا سا درد دل رکھنے والا اللہ کا بندہ بھی اپنا فرض عین سمجھتا ہے کہ وہ ظالم حکومت کا مقابلہ کرے۔ ”الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون“

فرعون کے وہ جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سرپیکار تھے۔ ایمان لانے کے بعد اتنے بے خوف ہو گئے کہ فرعون کو صاف کہہ دیا تو صرف یہی کر سکتا ہے کہ ہماری دنیاوی زندگی کا فیصلہ صادر کر دے۔

"انما تقضی هذه الحیوٰة الدنیا" جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" اور دوسری جگہ فرمایا: "افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر" اسی جذبے سے متاثر ہو کر ابوالحسن خرقانیؒ نے سلطان محمود غزنوی کو ہندوستان پر حملہ کا حکم فرمایا۔ تاکہ ظالم گوسالہ پرستوں سے اللہ کے ماننے والوں کو نجات ملے۔ یہی وہ تڑپ تھی جس نے مجدد الف ثانیؒ کو جہانگیر جیسے مسلمان (مگر غیر عامل) بادشاہ کے مقابل کر دیا۔ پھر فاتحان ہند اور موسس پاکستان سید احمد اور سید اسماعیلؒ نے اسی امنگ بلکہ اسی عقیدت سے سرشار ہو کر باطل کے مقابلہ میں جان تک نثار کر دی۔ علامہ جمال الدین افغانی ساری عمر باطل کی غلامی گوارہ نہ کی۔ اس حقیقت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بالفاظ قادیانی امت مرزائیوں کے نبی تھے اور اس نے خود بھی کہا: "هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ" اس کے حق میں نازل ہے اس کا دعویٰ یہ ہے کہ:

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اور جاویل "پیغامیہ" مجدد تھے۔ ضروری اور لازم تھا کہ وہ ہر باطل کے مقابلہ پر کمربستہ ہو جاتے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بالکل برعکس ہے۔

اقبال مرحوم نے اس سارے فلسفے اور اس کی ساری تعلیم کو صرف ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است

اب اسی شعر کی تشریح مرزائیوں کی زبانی ملاحظہ فرمادیں۔ مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے کہ سکھوں کے زمانہ میں بھی ان کے بزرگوں نے وفاداری کا اعلان کیا اور اعزاز و اکرام حاصل

کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے دادا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مہاراجہ کی اجازت سے قادیان واپس آگئے اور باوجود زخم خوردہ ہونے کے ملک کے امن کی خاطر اور خاندانی روایات کی بناء پر ملک کی قائم شدہ حکومت کے ہمیشہ وفادار رہے۔'' (الفضل ۱۳/ جنوری ۱۹۲۷ء)

چنانچہ انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا، ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا یہ سب کچھ اس قدر کثرت سے شائع ہو چکا ہے کہ اُس کی اور ضرورت نہیں رہی۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے کے لئے جو تحریک بھی اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لئے خرچ کیا گیا کہ انگریزوں کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا۔ جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی۔ اس لئے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہوگئی تو اب الفضل کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

''بیشک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔'' (۱۳/اپریل ۱۹۴۸ء)

''ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔'' (حوالہ مذکور)

''مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا۔ اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا۔ خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔'' (الفضل مورخہ ۲/فروری ۱۹۴۸ء)

جب ہندو اور انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا تو مرزائیت کی دونوں شاخوں نے اس کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا۔ بلکہ سیاسیات سے علیحدہ رہنا ان کا ایمان ہے۔ بشیر الدین خلیفہ نے اقرار کیا ہے کہ ہم مذہبی لوگ ہیں۔ حکومتوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

لاہوریوں کے امام مولوی محمد علی کا فیصلہ اب سن لیں: ''یہ خدا کا فضل ہے جو سیاسی ہوا چلی ہے۔ اس سے آپ باہر ہیں۔ خدا کا احسان ہے کہ تمہاری جماعت اس زہریلی ہوا سے بچی ہوئی ہے۔'' (پیغام صلح مورخہ ۲۲/دسمبر ۱۹۴۸ء)

ہندوؤں کے مظالم سے جان بچانے کے لئے مسلمانوں نے جو دفاع کارروائی کی۔

مرزائیوں کے نزدیک یہ سب کچھ ملحدانہ تحریکوں کا نتیجہ ہے: "لیکن یہ مذہب کے تفرقہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ مذہب پر یہ سراسر بہتان باندھا گیا ہے۔ یہ سب کچھ انہیں ملحدانہ تحریکوں کا کارنامہ ہے۔ اگرچہ مذہب کے نام پر سرانجام دیا گیا ہے۔" (الفضل مورخہ ۱۲ اردسمبر ۱۹۴۷ء)

یہ ملحدانہ تحریک کس تحریک کا خطاب ہے؟ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس تعلیم کے زیر اثر وزیر خارجہ پاکستان ظفر اللہ خان صاحب ہندوستان اور پاکستان دونوں کو فسادات کا پورا پورا شریک قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل آفیسرز کے سالانہ ڈنر کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا: "تقسیم کے بعد ہندوستان اور پاکستان میں مسابقت کی جنگ جاری رہی ہے اور دونوں نے دنیا کے سامنے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ برائی اور ظلم میں ان میں سے کون دنیا کے سامنے مثال قائم کر سکتا ہے۔" (نوائے وقت مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء)

غرضیکہ مرزائیت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ جو حکومت قائم ہو خواہ کافر ہو یا مسلمان۔ ظالم ہو یا عادل اس کی فرمانبرداری لازم اور ضروری ہے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا آزادی کے لئے جدوجہد کرنا حرام ہے۔ اسی لئے فریضہ جہاد کو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ مرزا بشیر الدین نے لکھا ہے: "ہم صرف انگریزوں کے فرمانبردار نہیں بلکہ افغانستان میں افغانی حکومت کے، مصر میں مصری حکومت کے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں ان کی حکومتوں کے فرمانبردار اور مددگار ہیں۔" (الفضل مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

ان بیانات کے ذکر کرنے سے مقصد اظہار یہ ہے کہ مرزائیت ہر حکومت کی وفاداری شرط ایمان سمجھتی ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی حکومت کیوں نہ ہو۔ ان مختصر سے حوالہ جات سے معلوم ہوگا کہ مرزائیت کی تحریک ابدی غلامی کی ایک زنجیر ہے۔ اس میں حریت کا جذبہ، آزادی کا شائبہ تک موجود نہیں ہے۔ ایسی تحریک سے نہ تو ملت کو نفع پہنچ سکتا ہے اور نہ ملک کو۔ بلکہ ایسی تحریکات نقصان دہ ثابت ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ آج بھی پاکستان کے کسی میدان سرفروشی میں انکا حصہ موجود نہیں ہے۔

اقبال مرحوم کا نصیحت آمیز شعر اس سارے مضمون کا خلاصہ ہے۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

''مرزا قادیانی کی کتابیں دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے اور پھر سب اقوال میں اس قدر تہافت اور تعارض پایا جاتا ہے اور خود مرزا قادیانی کی ایسی پریشان خیالی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے کہ جس کا نتیجہ گڑبڑ رہے اور ان کو بوقت ضرورت مخلص اور مفر باقی رہے۔ چنانچہ کہیں تو وہ ختم نبوتؐ کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماعی معنے کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں اور کہیں ایسے عقیدہ بتلانے والے مذہب کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔ کہیں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو تمام امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواتر دین میں داخل کرتے ہیں اور اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں اور کہیں اس عقیدہ کو...... مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔''

(بیان شیخ الاسلام حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ)

نبوت کا گورکھ دھندا

از: عالی جناب محمد اکبر خان صاحب سابق ڈسٹرکٹ جج بہاول پور!

مقدمہ بہاول پور اور فیصلہ مقدمہ بہاول پور دونوں کی حیثیت تاریخی ہے۔ ایک مسلمہ نے شوہر کے ارتداد پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا...... علماء اسلام نے اپنے فاضلانہ بیانات میں مرزا قادیانی کے کفر اور مرزائیوں کے ارتداد کو ثابت کیا۔ مرزائی علماء نے تردید اور صفائی کی ناکام کوشش کی...... فریقین کی مفصل بحث سن لینے کے بعد فاضل جج نے ایک عالمانہ فیصلہ لکھا۔ جس کا ایک تھوڑا سا حصہ ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

''معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جب اس میدان میں گامزن ہوئے اور ان پر مکاشفات کا سلسلہ جاری ہونے لگا تو وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے اور صوفیائے کرام کی کتابوں میں وحی اور نبوت کے الفاظ موجود پا کر انہوں نے سابقہ اولیاء اللہ سے اپنا مرتبہ بلند دکھانے کی خاطر اپنے لئے نبوت کی ایک اصطلاح تجویز فرمائی۔ جب لوگ یہ سن کر چونکنے لگے تو انہوں نے یہ کہہ کر انہیں خاموش کرنا چاہا کہ گھبراتے کیوں ہو۔ آنحضرت ﷺ کے اتباع سے جس مکالمہ اور مخاطبہ کے تم لوگ قائل ہو۔ میں ان کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ یہ صرف لفظی نزاع ہے۔ سو ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ کوئی اصطلاح مقرر کرے۔ گویا انہوں نے نبی کے لفظ

کو برعکس اس کی اصل اور عام فہم مراد کے یہاں اصطلاحی طور کثرت مکالمہ اور مخاطبہ پر حاوی کیا اور یہ اصطلاح بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کی۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس لفظ کا استعمال کثرت سے اپنے متعلق کرنے لگے تو لوگ پھر چونکے۔ اس پر انہوں نے یہ کہہ کر انہیں خاموش کیا کہ میں کوئی اصلی نبی تو نہیں۔ بلکہ اس معنی میں کہ میں نے تمام کمال آنحضرت ﷺ کے اتباع اور فیض سے حاصل کیا ہے۔ ظلی اور بروزی نبی ہوں اور اس کے بعد انہوں نے ان آیات قرآنی کو جو شاید کسی اچھے وقت میں ان پر نازل ہوئی تھیں، اپنے اوپر چسپاں کرنا شروع کر دیا اور ختم شدہ تشریعی نبوت کے دعویٰ کا اظہار کر دیا۔ لیکن صریح آیات قرآنی اور احادیث اور اقوال بزرگان سے جب انہیں اس میں کامیابی نظر نہ آئی تو انہوں نے اس دعویٰ کو ترک کر کے اپنا مقر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث میں جا تلاش کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو بذریعہ وحی ثابت کر کے یہ دکھلایا کہ ان احادیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں کسی شخص کو نبوت کا درجہ عطاء کیا جائے گا۔

مدعا علیہ کے ایک گواہ کے بیان سے یہ اخذ ہوتا ہے اور نہ معلوم اس نے بطور خود یا مرزا قادیانی کی کسی تحریر کی رو سے یہ بیان دیا ہے کہ احادیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر آئی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ سے ایک اجتہادی غلطی ہوگئی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوتی ہیں جو آئندہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن حقیقت ان کے ظہور کے وقت نمایاں ہوتی ہے اور اجتہادی غلطی پیش گوئیوں کے سمجھنے میں یعنی کیفیت تحقیق وقوع کے لحاظ سے ہر نبی سے ممکن ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی مثال اس نے بخاری کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رؤیا کی بناء پر یہ سمجھا کہ وہ ہجر یمامہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ لیکن آپ جس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ ﷺ پر اس پیش گوئی کی حقیقت کھلی کہ اس سے مراد مدینہ تھا اور کہ جب نبی سے اجتہادی غلطی ممکن ہوئی تو پیش گوئی کے پورا ہونے کے وقت اصل حقیقت پیش گوئی کی منکشف ہو جائے گی اور کہ امتی کو پیش گوئی کے تحقق وقوع کے وقت وقوع کا علم ہو جاتا ہے۔ غرض مرزا قادیانی نے سابقہ مراحل سے گذرنے کے بعد بڑھ چڑھ کر اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کا اظہار شروع کر دیا اور نبوۃ کو پھر ایک ایسا گورکھ دھندا بنا دیا کہ جو نہ تو لوگوں کی سمجھ میں آ سکا ہے اور نہ ہی ان کے اپنے متبعین جیسا کہ اوپر دکھلایا جا چکا ہے۔ ان کے مرتبے کو بخوبی سمجھ سکے ہیں۔ بلکہ خود خدا کو بھی نعوذ

باللہ ان کے نبی بنانے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ جب خداوند تعالیٰ نے یہ محسوس کیا کہ نعوذ باللہ اس کے حبیب سے ایک اجتہادی غلطی ہو گئی ہے۔ اب ان کی آن رکھنے کے لئے مرزا قادیانی کو نبوۃ کا مرتبہ عطاء فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا قادیانی پہلے تو ان تمام پیش گوئیوں کو جو قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تھیں۔ مرزا قادیانی کی طرف پھیر دیا اور پھر کبھی انہیں مریم بنایا اور کبھی عیسیٰ اور اس کے بعد بارش کی طرح وحی کر کے یہ جتلا دیا کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اب تم بلا خوف وخطر نبی ہونے کا دعویٰ کر دو اور جہاں پہلے وہ ''فاستمع لما یوحی'' اور ''یاایها المدثر قم فانذر'' کی تحکمانہ وحی کے ذریعہ سے نبیوں کو چوکنا کر کے اپنی طرف سے مامور فرمایا کرتا تھا۔ وہاں مرزا قادیانی کے لئے اسے نعوذ باللہ مختلف حیل اختیار کرنے پڑے۔ مرزا قادیانی کے اس طرز عمل سے نبی بننے سے یہ بات خود واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نبوت کے عہدے ختم ہو چکے تھے۔ کیونکہ اس نے پہلے تو مرزا قادیانی کے لئے نبوت کی اصطلاح۔ تجویز فرمائی۔ پھر وہ جب اس سے خوش نہ ہوئے تو ان کو نبی کا خطاب عطاء فرما دیا۔ جیسا کہ نواب اور راجہ کے خطابات گورنمنٹ سے ان لوگوں کو فرمائے جاتے ہیں۔ جو صاحب ریاست نہ ہوں۔ لیکن جب مرزا قادیانی کی اس سے بھی تشفی نہ ہوئی۔

باوجودیکہ اللہ تعالیٰ انہیں یا ولدی فرما چکا تھا اور اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ کو چونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خاتم النبیین کہہ چکا تھا وہ بھی کسی دوسرے نبی کے بننے سے خفا نہ ہوں۔ مرزا قادیانی کو آپ کا ظل بنا دیا گیا اور آخر کار جب ان کی خوشی نبی بننے میں ہی دیکھی اور یہ بھی خیال آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخر زمانہ میں بھجوا دیجئے کہ وعدہ ہو چکا ہے تو انہیں مار کر مرزا قادیانی کو نبی بنا دیا۔ استغفر اللہ!

گواہ مدعا علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے تو پھر اس کا کیا اعتبار ہے کہ مرزا قادیانی سے یہ غلطی نہ ہوئی ہوگی۔ خصوصاً جب کہ مرزا قادیانی، رسول اللہ ﷺ کے ظل بھی ہیں اغلب ہے کہ اصل کی فطرت ظل کی فطرت پر اثر انداز نہ ہوئی ہو اور علاوہ ازیں مرزا قادیانی اپنے اقرار کے مطابق آنحضرت ﷺ سے زیادہ ذکی بھی نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے کئی سال کے متواتر وحی کے بعد انہوں نے یہ جا کر سمجھا کہ وہ نبی ہو چکے۔ اس لئے ممکن ہے کہ انہوں نے وحی الٰہی کا مفہوم غلط سمجھ کر دعویٰ نبوت کر دیا ہو۔ مرزا قادیانی کی اپنی تصریحات سے یہ پایا جاتا ہے کہ انہیں امتی ہونے کے وقت نزول مسیح کے متعلق وقوع کا علم نہیں

ہوا۔ بلکہ جب ان کو نبوت کا خطاب مل چکا۔ اس کے بعد انہیں یہ جتلایا گیا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے مدعا علیہ کے گواہ کا یہ کہنا کہ امتی کو وقوع کے متعلق تحقیق وقوع کا علم ہو جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی اپنی تصریحات سے باطل ہو جاتا ہے۔

گواہ مذکور نے رسول اللہ ﷺ کی جس حدیث کا حوالہ دے کر یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ سے اجتہادی غلطی کا وقوع ممکن ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے وقت کوئی غلطی فرمائی۔ گواہ مذکور کی یہ حجت اس وقت صحیح ہوتی کہ جب آپ بجائے مدینہ...... کے حجر یمامہ کی طرف تشریف لے جاتے اور پھر وہاں سے مدینہ عالیہ کی طرف لوٹتے۔ وہاں جانے کے متعلق آپ ﷺ کا صرف ایک خیال تھا۔ جو وقوع میں نہ آیا اور رؤیاء پر عمل اس طرح ہوا جس طرح مشیت ایزدی میں مقدر تھا۔ خود اس مثال سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر کسی نبی کو کسی طرح غلط فہمی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے فوراً رفع کر دیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ صدیوں تک وہ غلطی چلی جائے اور نہ خود نبی پر اور نہ اس کے کامل متبعین پر اس کا افشا ہو۔ اس لئے یہ کہنا دیدہ دلیری ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی بیان کرنے میں اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے پھر آخر عمر میں جا کر اپنے دعویٰ کی غلطی کو محسوس کیا اور پھر اصطلاحی نبوت کو ہی جا کر قائم کیا۔ جس سے انہوں نے اپنے دعویٰ کی ابتداء شروع کی تھی۔ جیسا کہ ان کے اس خط سے جو انہوں نے وفات سے دو تین یوم قبل اخبار عام کے ایڈیٹر کے نام لکھا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں درج ہے کہ: ”سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیش گوئی کرنے والا۔“ ان تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے بجا طور پر یہ کہا ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے اور پھر سب اقوال میں اس قدر تہافت اور تعارض پایا جاتا ہے اور خود مرزا قادیانی کی ایسی پریشان خیالی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے جس سے نتیجہ گڑبڑ رہے اور ان کو بوقت ضرورت تخلص اور مفر باقی رہے۔ چنانچہ کہیں وہ ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماعی معنے کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں اور کہیں ایسا عقیدہ بتلانے والے مذہب کو

لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔ کہیں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواترات دین میں داخل کرتے ہیں اور اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں اور کہیں ایسے عقیدہ کو مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہے اور خاتم النبیین کے جو معنی مدعا علیہ کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ اس کے صحیح معنی وہی ہیں جو کہ گواہان مدعیہ نے بیان کئے ہیں۔

اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آیت خاتم النبیین قطعی الدلالت ہے اور اس کے بطن کے معنے ایسے نہیں ہو سکتے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین بمعنے آخری نبی سمجھنے کے منافی ہوں اور چونکہ یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا عقیدہ سے انکار کفر ہے۔ مدعا علیہ کی طرف سے جو یہ کہا گیا ہے کہ تاویل کرنے والے کو کافر نہیں سمجھا گیا اور جن مسائل کی بناء پر اس نے ایسا کہا ہے وہ اس قبیل کے نہیں جیسا کہ مسئلہ ختم نبوت لہٰذا یہ قرار دیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کے جو معنے مدعیہ کی طرف سے کئے گئے ہیں اور اس معنی کے تحت جو عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس عقیدہ سے انحراف ارتداد کی حد تک پہنچتا ہے اور کہ آنحضرت ﷺ کے بعد عہدہ نبوت اور وحی نبوت منقطع ہو چکے ہیں۔ مرزا قادیانی صحیح اسلامی عقائد کی رو سے نبی نہیں ہو سکتے......

ظلی اور بروزی نبی اگر آنحضرت ﷺ کے کمال اتباع سے ہونے ممکن ہوتے تو اس قسم کے نبی مرزا قادیانی کے آنے سے قبل کئی آ چکے ہوتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افاضہ روحانی سے اگر نبوت مل سکتی ہے تو ضرور ہے کہ ان سے قبل ایسے نبی آتے کہ جن کے بعد انہیں درجہ کمال حاصل ہوتا۔ مدعیہ کی طرف سے یہ درخواست میں کہا گیا ہے کہ ظلی اور بروزی کی اصطلاحیں اور اصل الفاظ وہی الفاظ ہیں ورنہ دراصل مرزا قادیانی کی مراد اس سے اصل نبوت ہے۔ جیسا کہ اس کی تشریح بعد میں ان کے خلیفہ ثانی نے کی۔

کچھ شک نہیں کہ یہ الفاظ مغالطہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ورنہ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور وہی شرع میں اس قسم کے الفاظ پر کسی عقیدہ کا حصر ہے۔

مرزا قادیانی نے یہ بیان کر کے کہ اس قسم کی نبوت قیامت تک جاری ہے۔ اسلام میں

ایک فتنہ کی بنیاد ڈالی ہے اور ممکن ہے کہ ان کے بعد کوئی اور شخص دعویٰ نبوت کر کے ان کی کارگذاری کو ملیامیٹ کر دے۔ اس طرح مذہب سے امان اٹھ جائے گی اور سوائے اس کے کہ وہ ایک کھیل اور تمسخر بن جائے۔ اس کی کوئی حقیقت بحیثیت دین نہ رہے گی۔ اس لئے بھی رسول اللہ ﷺ کا آخری نبی ماننا علاوہ عقائد صحیحہ میں سے ہونے کے ازبس ضروری ہے۔

مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے۔ اس لئے ان کا اسلام کے اس بنیادی مسئلہ سے انکار کفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے دیگر عقائد بھی ان عقائد کے مطابق نہیں پائے جاتے۔ جن کی آج تک امت مرحومہ پابند چلی آئی ہے۔

خدا کا تصور اس نے تیندوے سے تشبیہ دے کر ایسا پیش کیا ہے کہ جو سراسر نص قرآنی کے خلاف ہے اور اس طرح یہ بیان کر کے کہ خدا خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی اور روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ انہوں نے ایک ایسے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ جو سراسر نصوص قرآنی کے خلاف ہے۔ انہوں نے آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت ''ھو الذی ارسل رسوله'' کے متعلق انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس میں میرا ذکر ہے اور دوسرے الہام بالفاظ محمد رسول الله بیان کر کے یہ کہا کہ اس میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ اسی طرح کئی ایسی تصریحیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کرتے تھے۔ اس سے بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔

اور حضرت مریم کی شان میں مرزا قادیانی نے جو کچھ کہا ہے اور جس کا حوالہ شیخ الجامعہ صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں ہے اور جس کا مدعا علیہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس سے قرآن شریف کی صریح آیات کی تکذیب ہوتی ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ جن سے سوائے مرزا قادیانی کو کافر قرار دینے کے کوئی نتیجہ اخذ نہیں ہوتا۔

مدعا علیہ کی طرف سے مرزا قادیانی کی بعض کتب کے حوالے دیئے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ اس کا جواب سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خوب دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ایک جگہ کلمات توہین ثابت ہوگئے۔ تو اگر ہزار جگہ کلمات مدعیہ لکھے ہوں اور ثناخوانی بھی کی ہو تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔ جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلمہ اس پر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کا اتباع اور اطاعت گذاری کرے اور مدح وثناء کرتا رہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کی سخت ترین توہین بھی کر دے تو کوئی شخص اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔''

عجائبات مرزا

از: مولانا لال حسین اختر

مرغ، بلی اور چوہا

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں: ''رؤیا، چند آدمی سامنے ہیں۔ ایک چادر میں کوئی شے ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں۔ دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا[1] ہے۔ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا۔ تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی۔ جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے۔ مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا[2]۔'' (البدر نمبر ۲۰ج ۵، ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۵۵۸، طبع سوم)

مرزا قادیانی کے الہام کنندہ نے ''بلی کو چوہے کی خواب'' کی ضرب المثل سچ کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک کی قسم کی بلی تھی کہ جس سے مرزا قادیانی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہئے کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لئے ہدیہ تشکر کی قرارداد منظور کریں کہ اس بلی نے مرغوں، بکرے اور خود مرزا قادیانی کی طرف توجہ نہ کی۔ اگر وہ حملہ آور ہوتی۔ تو مرغوں، بکرے اور خود جناب نبوت مآب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مرغی کا الہام

مرزا غلام احمد قادیانی ارشاد فرماتے ہیں: ''رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ ہے۔ ''ان کنتم مسلمین'' اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔ انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین'' (بدر جلد ۲ نمبر ۱۹۰۶،۱ء، تذکرہ ص ۵۸۰، طبع سوم)

مرزائیو! شکر کرو کہ تمہارے مسیح موعود کی روایتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم

---

1. چادر میں بکرا سبحان اللہ! عجائبات در عجائبات۔ (مدیر)
2. وہ تو خیر گذری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی۔ ورنہ مرزا قادیانی بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جاسکتے؟ اور بکرے بیچارے کی تو بلی تکا بوٹی کر دیتی۔ (مدیر)

نہیں ہوا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو معہ الہام بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا قادیانی کے سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سوئر کو الہام

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں: "ایک جاہل شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا۔ اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑ گیا۔ وہ سو رہا تھا۔ اسے الہام ہوا کہ اٹھ او سورا نماز پڑھ۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ / اکتوبر ۱۹۲۶ء ص ۷)

سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود ویسا نوکر۔ ویسی برکت ویسا فرشتہ اور ویسا الہام۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

کذاب فرشتہ

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: "رؤیا کوئی شخص ہے اسے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو۔ مگر وہ نہیں کرتا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کی طرح ہے۔ مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے تو وہ اس قدر ہو گئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا۔ میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے۔ ٹیچی!"

(تذکرہ ص ۵۲۹، طبع سوم)

مرزا قادیانی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطاء کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ مرزائیوں کے ظلی وبروزی نبی کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں مگر دوبارہ نام پوچھا تو اس نے کہا۔ میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا قادیانی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا دوسری دفعہ۔

مرزائیو! جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار؟ سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔